

U 8032



رسالہ
۴۳۴

جسٹریٹ نمبر ۳۵۹

مدرسۃ العواظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ ہر انگریزی مہینہ کے آخر میں شائع ہوتا ہے

العواظ

ڈائریکٹر پرنسپل امیر الامار سکڑاجہ محمد امیر احمد خاں صاحب در آن محمود آباد
ڈائریکٹر ایف حفر تاج اعلیٰ جناب مولانا سید محمد ذکی صاحب قبلہ مجتہد العصر

میں

سید آغا احمدی رضوی لکھنؤی

چند سالانہ صرف للعدد

مطبوعہ العواظ صفدر پور

برادران ایمانی۔ سلام علیکم۔ اس زمانہ پر آشوب میں جبکہ لادہ بیت کی تیز تندہی میں تھریائی کو مٹا دینا کئے ہوئے ہیں اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی بنیادوں کو متزلزل نہ کریں۔ مسیحیوں کو کئی ہستی امکانی سے دریغ نہ فرما کر عند اللہ و عند الرسول ماجرہوں اس وقت آج کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب کے پورے حالات پر نظر غائر مطالعہ فرمائیں اور فرہست ذیل میں سے ایک ایک جگہ پر مطالعہ فرمائیں اور آپ کے حکم کی فکر یکساں عمل کرے گا۔
ملنے کا پتہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۱ء میں مولد العلوم مدرستہ الواعظین نمبر ۱۶ کیننگ اسٹریٹ لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
انگریزی ترجمہ قرآن مجید	۴	النبیۃ و اخلاص	۴	مناظرہ معاد و تنازع	۶	کشف حقیقت در تعقوت	۴
ترجمہ قرآن مجید	۵	اعجاز القرآن	۵	الاعجاز	۶	اسلامی بچوں کی	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	حقوق نسوان	۶	فلسفۃ المذاهب	۶	پہلی کتاب	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	اسلام	۶	النبی	۶	قرآن السعیدین	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	تحقیق الہدایہ	۶	خصوصیات اسلام	۶	نشان صبر	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	القول الجلیل فی	۶	اسلام و جہاد	۶	حقیقت سادات	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	التوراة و الانجیل	۶	قرآن اور بائبل	۶	فریاد مسلمانان عالم	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	اسلام اور رد اداری	۶	رد الابطیل	۶	تجلیات تاریخ اُردو	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	کربلا کا مجاہد	۶	رسالہ شمع	۶	ایضاح الاقوال عربی	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	مولود حرم	۶	سراوق عفت	۶	ارشاد مفید	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	سردار قریش	۶	شریعت الاسلام حصہ	۶	محیط الدائرہ	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	تعلیم اسلام	۶	ادل	۶	نظر المؤمنین فارسی	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	پہ بختیا در تحقیق	۶	شریعت الاسلام حصہ	۶	برہہ پر نظم	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	مثیل موسیٰ	۶	دوم	۶	رد تنازع	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	قرآن و اقتصادیات	۶	شریعت الاسلام ضمیمہ	۶	مالک حکما	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	کی تعلیم	۶	حصہ دوم	۶	جو ہر منظم	۶
ترجمہ قرآن مجید	۶	تہذیب و تمدن دید	۶	اگر ناسمہ	۶	اسلامی صحیفہ	۶

الواعظ

جلد ۲۹	ابت ماہ اپریل ۱۹۴۸ء مطابق جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ	نمبر ۴
نمبر شمار	مضمون	نمبرون نگار
۱	اسد اللہ خاں غالب	۲
۲	ریویو	۴
۳	درد مسعود	۸
۴	کیا زمین و آسمان کی خلقت چھ دن میں ہوئی	۹
۵	امام بارہ داراب علی خاں لکھنؤ	۱۲
۶	پیر لامت کا چوتھا شمارہ	۱۶
۷	قصیدہ رضویہ	۲۰
۸	اشعار تہنیت	۲۱
۹	انتقال مولانا سید ظہیر حسن صاحب اعظ	۲۵
۱۰	سیرت نبی کا جوہر	۲۶
۱۱	حوالہ الآخرة	۳۰
۱۲	ازدواج نبی	۳۳

الواعظ

۷۸۶

بابت ۱۰ اپریل ۱۹۴۸ء

اسد اللہ خاں غالب

غالب کی ذات اور ان کی شاعری پر بلا مبالغہ سیکڑوں مضمون، لکھے جا چکے ہیں اور ادبی رسائل و جرائد میں تو شائد ہی کوئی بد نصیب پرچہ ہو جس میں ان کے حالات زندگی درج نہ ہوئے ہوں۔ الواعظ ادبی جریدہ نہیں ہے مگر وہ اردو ادب کا دشمن بھی نہیں ہے بلکہ اردو زبان کو وہ انتہائی قیمتی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دما ارسلنا جبریل الا بلسان قومہ کی حقیقت آگئی صراحت اس کے کان تک پہنچ چکی ہے اور بحیثیت مبلغ اردو کو وہ قومی زبان سمجھ کر اس کے فروغ کا متمنی ہے۔ اردو ادب کی خدمت کرنے والوں کو وہ جان و دل سے دوست رکھتا ہے۔

حال میں ہمہرا انتخاب حیدر آباد دکن نے اپنے جریدہ کا ”غالب نمبر“ شائع کر کے ہم کو بھی قلم اٹھانے کی دعوت دی ہے اس محترم ادارہ کا میاں نمبر کو ہم نے سرسری نگاہ سے جا بجا پڑھا علم دوست مدیر کی محنت یقیناً قابلِ داد ہے اور اگر وہ مستقبل میں اس مقصد کا بہت پہلے سے اعلان کر کے آئندہ اس سے بھی بہتر نمبر شائع کرنا چاہیں گے تو غالب کی نمایاں شان نمبر بھی شائع ہو سکتا ہے اور ملک کے مشہور اہل قلم ان کی ذات اور صفات پر مکمل بحث کر سکتے ہیں ہم کو امید ہے کہ آئندہ یہ نمبر ملک کے تمام اہل قلم کو دعوت تحریر دیکر ضخیم صورت میں با تصویر شائع کیا جائے گا اس نمبر میں اچھے اچھے مضامین نثار قرطاس کئے ہیں ان مقالات میں ایک مضمون سید مظہر الدین مظہر کا بھی ہے جس میں موصوف نے غالب کے مذہب پر تعرض کرتے ہوئے صرف ہتھیار لگھ کر قلم روک دیا ہے۔

”انہوں نے عبادات و ذرائع و واجبات میں صرف دو چیزیں لے لیں تھیں ایک تو توحید و جود و دوسری نبی کی محبت اس کو وہ وسیلہ نجات سمجھتے تھے“

ان فقرات میں صاف ظاہر ہے کہ منظر صاحب نے یا تو غالب کی سیرت کا مطالعہ نہیں کیا یا علم لوگوں پر ان کا مسلک پیش کر دینا مصلحت نہیں سمجھے اگر کسی مقام پر برقی پوشی اور یا دل کی تربیت ہو تو ہرگز مرجاں مرنج پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہم بانگ دلی کہتے ہیں کہ غالب ”پکے شیعہ“ تھے اور انہوں نے کسی ایک مقام پر نہیں بلکہ فارسی اردو نظم و نثر میں ہر طرح اپنے عقائد سے ملک کو گواہ کیا ہے۔

روزہ کے بارے میں غالب کا عقیدہ جیسے جیسے کہ زمانہ میں ماہ رمضان پڑتا تو بڑا بڑا ہے سے اُنکے قوی جواب دے چکے تھے تاہم داری ان کے زمانہ کے لوگوں کو نہ آتی تھی عہد کے بعد کچھ دن رہے سے اگر وہ کھا کھاتے ہوتے اور لوگ تعجب سے پوچھتے تو کبھی تو اپنے ملازمت کی تاویل ظنیر لب و لہجہ میں یہ کہتے کہ میں سنی مسلمان ہوں گھڑی بھر دن رہے سے روزا فطار کر لیتا ہوں اور کبھی کسی کے پوچھنے پر کہ کتنے روز سے رہے اپنے مخصوص انداز میں فرماتے تھے ”پیر مرثا ایک نہیں رکھا“ یہ تو ان کے نطافہ ہیں مگر سبقت کو نہ نقاب اپنے اس شعر میں کیلے ہے

سامان خورد و خواب کہاں سے لاؤں : آرام کے آداب کہاں سے لاؤں

روزہ مرا ایمان ہے غالب لیکن : خشناں دیرت آب کہاں سے لاؤں

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ وہ نادم تھے اور نفس مسئلہ میں انہیں کوئی غدر نہ تھا۔

علامہ حضرت علی کا دعویٰ منظر صاحب نے غالب کے اس شعر پر غور نہیں کیا کہ جناب لیرمونی

علیہ السلام کے حلقہ بگوش تھے دلی جذبات کے اظہار میں بارگاہ شاہ ولایت میں عرض کرتے ہیں کہ

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے : غلام ساقی کو شرابوں مجھ کو غم کیلے

ایک فارسی محسن کے مقطع میں اپنے تئیں تبرا کہتے ہیں کہ

بلستان سر در عالم نشستہ ام : اند دہناک رفتہ دے غم نشستہ ام

چا بخت چو من ہم نشستہ ام : از خواہد تاش خویش مقدم نشستہ ام

رحمے بحال غالب تبرا کہند علی

مدح الہیت میں غالب کا حصہ آں محمد کی ثناء و ست میں جن غالب نے گمراہی کی ہے۔

منظر قیض خدا جان دول ختم رسل : قبلہ آل نبی کعبہ ایجاد یقین

برخاستیخ کا اس کی پہچان میں چچا
جسم اطہر کو ترے دوش پیمیز سر
قلم جو جائے نہ سرشتہ ایجاد کیں
نام نامی کو ترے ناحیہ عرض نگیں
ایک غزل کے مطلع میں فرماتے ہیں
کہ: کئے لے کر آج نہ خست شرب میں
اس غزل کا مطلع بھی قابل ملاحظہ ہے

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بونہ دوست
کس کو ہو سکتی ہے مداحی مدد خدا
مشتول حتی ہوں بندگی بوترا ب میں
کس سے ہو سکتی ہے آرائش فردوس بریں
اس نظم کا ہر مصرعہ ایک مخصوص نصیلت کی طرف اشارہ ہے۔
پیغمبر خدا کی جانشینی مسلمان یہ کہتے رہے کہ رسول اکرم نے دنیا چھوڑی مگر تقرر خلافت نہ کیا
غالب کا یہ عقیدہ نہ بخدادہ کہتے ہیں۔

جا پنا با: دل دجاں فیض رانا شاہا
فتویٰ ہدیہ اختلاف: کئے نعل پر پیش ہو لہے غالب کو یقین تھا کہ خلیفہ برحق غالب میرالموئین ہیں
ایک اور مقام پر بھی کہ بعد عہد امامت کی حیثیت کا قیارت کرتے ہیں۔
ہر چند چرخ قاعدہ گرداں عالم است بعد از نبی امام نگہبان عالم است
اندر کف امام رگ جان عالم است دل داغ رہ نور دی سلطان عالم است
بازش بجائے خویش مقرر کند علی

عزائے حسین عواداری میں بھی ان کے خدمات نظر انداز نہیں کئے جاسکتے فارسی کلیات
میں غالب کہ نظم کئے ہوئے چند نوحے ہیں اس کے علاوہ قدیم زمانہ میں یہ رسم تھی اور دیہات میں بھی
یہ رواج ہے کہ ختم مجلس نوحہ ماتم کے بعد ایک شخص ائمہ و شہداء کو بلا کر نامہ بنام فاتحہ پڑھتا ہے۔
غالب نے کئی ذاتوا اور بارہ امام کے نام نظم کئے متفرن کلام میں بھی جا بجا غم حسین میں ان کے ماتم
موجود ہیں۔

غم شبیر سے ہو یہ نیک بریز کہ رہیں خون جگر سے مری آنکھیں رنگیں
اس شعر میں اشکبار کوئی ظاہر کی ہے دوسرے مقام پر زمانہ کے دوران انقلاب کی اس سے بہتر تصویر
مرتب نہ ہوگی جو غالب نے کی
تو نامی از خلع فارنگری کہ سپہر
سر حین علی بیستان بجرمانہ

برو بشادی واندو دل سنہ کہ قضا چو قرعہ برنطا سخاں بگر داند
یزید را بہ بابا خلیفہ بنشاند کلمہ را بہ لباس سخاں بگر داند
غالب کا یہ فارسی شعر بھی واقعہ اکبر بلا سنان کے تاثرات کی تصویر ہے۔
بنم ترا شیخ و گل خشتک بو تراب ساز ترا زیر و بزم واقعہ کربلا
وہ ایک مرتبہ فراتس سے مرثیہ کہنے پر مجبور ہوئے اور تین بند کہنے پائے تھے کہ اکھن ہوئی اور
حنان قلم ردک لی ان میں چار مصرعہ یہ تھے۔

ہاں اے نفس بادِ سحر شعلہ فشاں ہو
اے زمرہ قلم لبہ عیسیٰ پہ نفاں ہو
غالب نے اپنے نظم کردہ بارہ امانوں میں جب شہدا کربلا پر درود و سلام بھیج چکے تو حضرت
عباس علیہ السلام کی مدح میں یوں فرماتے ہیں۔

سیتما از بہر ترویج علم فار حسین
حضرت عباس عالی مرتبہ کز ذوق خضو
پیشوائے لشکر بشیر دامن بو تراب
زخم نیزا جزو تن چیمو د بدل فتح باب
امام مہدی آخر الزماں کا اقوار اسی در فاتحہ یا در بارہ امان میں حضرت معجل اللہ
ظہورہ کا بھی ذکر ہے اور مخصوص شیعی نظریہ غالب کی زبان سے نکلتا ہے۔

زین سپس بہر ظہور مہدی صاحب زماں غلقتاں شب کفر و حسد آفتاب
خاتونِ جہاں کا گھر جلا نیوالوں سے ستفسار غالب نے دروازہ فاطمہ زہرا علیہ اللہ
علیہا پر آگ لانے والوں سے بھی باز پرس کی ہے اور بڑے لطف سے کہتے ہیں۔

گرمی بازدارا مکاں خود طفیلِ مصطفیٰ است
مدح الہیت تو ہر سنی عقیدت مند کی زبان سے ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی مگر پیغمبر خدا
کی آنکھ بند ہونے کے بعد جو ناگوار اور تلخ تجربہ آں رسول کو ہوا وہ یہ تھا کہ جو گھر باعثِ ایجادِ عالم
تھا اسی گھر میں نانہم مسلمانوں کے ہاتھ سے آگ لگی اس معصیتِ عظمیٰ کا اظہار غالب نے کس خوبی سے
کیا ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کو مورخ طبری بھی پردہ میں لائیں سکا حد ثنا ابن سعد و ابن کثیر
حریر عن مغیرہ عن زیاد بن کلب قال انی عمر ابن الخطاب منزل علی و فیہ
طلحہ و الزبیر و رجال من المهاجرین فقال واللہ لا حرق علیکم اولیخرجت
الی البیعة۔ بحضرت اسناد زیاد بن کلب کہتا ہے کہ عمر ابن خطاب حضرت علی کے گھر پر

آئے اور ان ملوک و بزرگوار و چند ماجرین تھے، عمر نے کہا خدا کی قسم میں مزد و فخر اس گھر کو جلا دوں گا ورنہ بیت کے لئے تم سب نکل آؤ۔ (تاریخ طبری ص ۱۵۷ ج ۲)
اسلام کے دیگر سربراہ اور وہ اہل قلم مثل مسلم بن ابی قتیبہ ابن عبد ربہ اندلسی مورخ ابوالفضل ابن عبد البر شاہ ولی اللہ شبلی نعمانی نے بھی اپنے تالیفات میں اس حادثہ عظیمی کے ثبوت دیے ہیں بخت میں دفن ہونے کی آرزو غالب کے محب اہلبیت ہونے کی کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ وہ جوار حضرت امیر المومنین میں ایک قبر کی جگہ بننے کے متمنی تھے نہ نہیں اس مطلب کو ادا کرتے ہیں ”یارب این بوے ہستی ناشنیدہ داز نیستی بہ سدائی نارسیدہ یعنی نقش بعبیر کردہ نقاش کہ بہ اسد اللہ خاں موسوم بہ مرزا نوینہ مودت بہ غالب متخلص است چنانکہ اکبر آبادی مولد دہلوی سخن است نجفی مدفن نیز باد“

غالب نے اپنے مختلف اشعار میں بھی یہ آرزو کی ہے۔
کھنڈو آنے کا باعث نہیں کہلتا یعنی ہوس سیر و تماشا سودہ کم ہے ہم کو
مقطع سلسلہ شوق نہیں ہے یہ شہر عزم سیر بخت دھوٹ حرم ہے ہم کو
ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

خاک صحرے بخت جو ہر سیر عرفا چشم نقش قدم آئینہ بخت بیدار
غالب اور شیعہ علماء عود ہندی میں جا بجا مولوی سرفراز حسین صاحب کا ذکر ہے جو ان کے دست خاص تھے اور جن سے مزاحیہ لب و لہجہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔

”آپ تو سلطان العلماء مجتہد العصر والزمان ہو گئے کہیں“ قبلہ و کعبہ ہو گئے۔ یہ دونوں لقب جناب سلطان العلماء سید محمد صاحب قبلہ مجتہد کھنڈو کے ہیں جن سے ان کو دلی عقیدت تھی اور وہ مقلد بھی جناب رضوان آب علیہ الرحمہ کے تھے غالب نے جناب سید العلماء میرن صاحب قبلہ مجتہد ولف

حدیقہ سلطانیہ کے انتقال پر ہلال پر ایک قطعہ تاریخ نظم کر کے بھیجا تھا جو یہ ہے۔

حسین بن علی آبروئے علم و عمل کہ سید العلماء نقش خاتمش بودی
نامہ دماندے اگر زندہ پنج سال نظر غم حسین علی سال آتش بودی

(اجاء الآثار قلمی ص ۱۶)

ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار انتخاب نے اگر غالب کو شیعہ غالی نہ لکھا تھا تو کم از کم محب علیؑ لکھ دیتے مگر ان کو اس میں بھی عذر ہوا۔

تنظیم جدید

کھنڈ کی مشہور اور قدیم انجمن تنظیم المومنین کا آرگن ہے جو ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۷ء تک روزنامہ کی صورت میں تھا اور بڑے ہی اہم قومی خدمات انجام دے چکا ہے تنظیم بورڈ اس وقت بھی اس اخبار کا سرپرست ہے اور انجمن کے جوائنٹ سکریٹری جناب محمد حسین صاحب فاضل ادب کے انہماک اور قومی و دینی جذبہ سے قومی امید ہے کہ اگر تنظیم کو ان کے خدمات مہمل ہوتے رہے تو اس منزل پر آجائے جگہ نشہ دور میں اس کے زیر قدم تھی۔

اخبار کے دور جدید میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اپنی تاریخ اشاعت کے دن تازہ ترین خبریں ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے مدیر اعزازی جناب مرزا علی حسن صاحب ایم۔ اے میں پہلے نمبر سے اس وقت تک اچھے اچھے مضامین نکل چکے ہیں۔ مزاحیہ کالم میں بڑی متانت کے ساتھ جائزہ نکتہ چینی کی جاتی ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ ایسے اہل قلم کی بات نہ تھی مگر اب تمام کمالات قلم سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ اس رنگ کے فرارز نا حکیم محمد ممتاز حسین عثمانی مرحوم نے بھی شرفین گزر گئے، طریف سحر آخرت کر گئے اس مختار رجال میں تنظیم کے یر مذاق جیسے سب سے آموز اور صاب و تدبیر کے باہر نہیں ہیں امید ہے کہ تنظیم انھیں حدود پر اپنے تئیں لگے بڑھائے گا اور معیار کو اور زیادہ بلند کرے گا۔ فی الحال ۱۲ صفحات پر شائع ہو رہا ہے چندہ سہ ماہی پر سالانہ سے ملے کا پتہ :- دفتر تنظیم المومنین و کنویریہ اسٹریٹ کھنڈ

سلطان المدارس کا عشرہ

مدرسہ کی عالیشان عمارت میں کئی سال سے عربی طلباء کی طرف سے دس مجلسوں کی بنیاد پڑی ہے جس میں ہندوستان کے مشہور واعظین پڑھتے ہیں اس سال بہ عذرہ بعض ناگزیر وجوہ سے ایام عزائیں منعقد نہ ہو سکا اور اعلان کے بعد مجالس ملتوی کئے گئے تمام بلک کو افسوس تھا مگر یہ جوش طلبہ کی طرف سے موسم بہار میں مجالس کا احیاء کیا گیا اور ۲۴ ہفتائیت اسہار ماہیج سہ ماہیج کو روزانہ پانچ بجے وقت سے مجلس ہوئیں جس میں مقامی واعظین کے علاوہ مولانا سید ظفر احسن صاحب وائس پرنسپل مدرسہ جوادیہ بنارس اور مولانا سید محمد نواب صاحب مدرس مدرسہ ناصر یہ جو پورا اور مولانا سید ابراہیم صاحب پاردی عثمانی فاضل اور مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی خطیب اعظم اور مولانا محمد جواد حسین صاحب

واغظ مدرسہ ابو غطفین کو خصوصیت سے دعوت دی گئی تھی اور اس میں شک نہیں کہ اپنے اپنے رنگ میں ہر بزرگ کا بیان نہ صرف کامیاب بلکہ یادگار ثابت ہوا۔

خطیب اعظم کی مجلس اقرار کو ۹ بجے قرار پائی تھی جس میں ہر شخص کو بوجہ تعطیل شرکت کا موقع ملا اور ۲ گھنٹہ تک مولانا نے اپنے مخصوص رنگ میں حاضرین سے ہر جملہ پر داد سخن حاصل کی جناب مولانا سید ابن حسن صاحب نومزدی اور حضرت عمدۃ العلماء دامت برکاتہما کی تقریریں بھی عام حاضرین کے دل نشین ہوئیں اور پھر بانی کا سارا مجمع معترف رہا آخر مجلس میں جناب مولانا سید احمد صاحب مدرسہ مدرسہ ہذا نے نہایت ہی کامیاب خطابت فرمائی اور غرض وہ احزاب کے لطائف بڑی خوبی سے بیان کر کے تمام حاضرین کو متشاب کیا اور شور مگریہ اس صدر پر ہوا جو ایام غزاکے سوا کم ہوتا ہے۔ ان مجالس میں کھٹو کی پلک زیادہ سے زیادہ قریب ہرٹی علیا اور ذراؤ کے علاوہ تعلقداران یوپی کیس راجہ صاحب بہادر محمو آباد جو دہری سید ارنا صاحب دام اقبالہم نے بھی شرکت کی مجالس کی کامیابی کا سب سے بڑا راز یہ تھا کہ فاضل طلباء نے نہایت خلوص سے موشن شہر کے گھروں پر جا کر شرکت کے وعدے اور اوقات مجلس وہ قرار پائے جب کسی جگہ مجلس تھی ایام عزت میں کثرت مجالس لوگوں کو یہ سہو ہوتی ہماری ملے میں بڑا اس شہر کو ایام عزت کے بعد ہی ہونا چاہئے تاکہ عوام کو شرکت میں کوئی مانع نہ ہو غطفین نے حاضر کی تجدید فضا کے ذریعے جہنم کے خلاف بھی تبصرہ کیا اور المومنین کے

نقطہ بار بسملہ ہونے پر پیشتر حضرات نے تقریر کی۔
سرکار راجہ صاحب بہادر بالقابہ کی تشریف آوری ۲۷ راج کو ادارہ کے سربراہ ادارہ کے متولی منظم راجہ صاحب بہادر محمو آباد مع ہمارا جگہ راجہ صاحب سید میں شریف لائے منتظین سیر کی طر سے اس سرت آگیں موقع پر شہر کے بعض رد سارا اہل علم اور سرکار ممدوح کا اسات بھی مدعو تھا ۴ بجے ممدوح کا موٹر صدر دروازہ سے بیرون صحن میں داخل ہو گیا اور حاضرین نے پر تپاک خبر مقدم کیا، پہلے حاضرین کی چار و خیر نی سے توضیح کی گئی پھر سرکار ممدوح کے سفر عبات عالیات سے بخیر و عافیت واپس آنے کی تہنیت میں مداح آل پیغمبر جناب بادشاہ مرزا صاحب غرنے ایک مناسب حال نظم پڑھی اور عزت حاضرین سے خراج تحسین و آفرین حاصل کیا۔
 ہمارا جگہ راجہ صاحب نے اس مجمع کے دونوں بھی لئے اور قبل مغرب یہ برکت آفرین صحبت برخواست ہوئی جناب مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ مدظلہ سپہیل مدرسہ جناب جاحل علماء مدظلہ نے اپنے محترم مہمانوں کو دروازہ تک پہنچایا اور اس زحمت کشی کا شکر یہ ادا کیا۔

کیا زمین و آسمان کی خلقت چھ دنوں میں ہوئی

(ادعای جناب مولانا سید نذیر حسن صاحب بدگواہ پوری)

مسلمانوں میں عمرنا اور اسلامی کتابوں میں خصوصاً بہ بات مشہور ہوئی ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت چھ دنوں میں ہوئی..... اگرچہ یہ شہرت جہاں تو زمین کی بیان کردہ مقدسے مطابق ہوئی ہے دوسری طرف قرآن پاک کی ان چند آیتوں سے بھی مطابق ہو جاتی ہے جن میں خلقت آسمان و زمین کے ساتھ ساتھ ”ستۃ ایام“ کی لفظ مروج ہے اور پھر اس کا ترجمہ بھی چھ دن کر دیا گیا ہے حالانکہ ہر عقل کا انسان اسے ٹوہنی جانتا ہے کہ جب ابھی سورج و چاند تیار نہ ہوئے اور زمین کچھ بھی پیدا نہیں ہوئے تھے، خود خداوند عالم چھ دن کیسے کتا اور یہ چھ دن درست کیسے ہو سکتا؟ اس لیے عقلی تجویز ہے کہ ”ستۃ ایام“ کا ترجمہ چھ دن تو یقیناً غلط ہے ہاں اب ہمیں دیکھنا ہے کہ امام سے کیا مراد لی جاتی ہے جو ہر حال میں صحیح ہو سکے، چنانچہ میں نے اس سے چھ انقلابی زمانے مراد لیے ہیں جس کی تفصیل اس مضمون میں کی جائے گی۔

میں آپ کو پہلے یہ بتا دوں کہ چھ دنوں میں آسمان و زمین کی خلقت بھی ممکن تھی یا نہیں اولاً تو ممکن تھی ہی نہیں کیونکہ خلقت دنیا اسکے لوازمات اگر نظر خاؤں رکھیے جائیں تو خود بتا دیں گے کہ انہیں کافی مدت موجودہ حالت تک پہنچنے میں لگے جہاں کے جسے میں بطور جمال اپنے اقبل والے مضمون میں تحریر کر چکا ہوں اور انشاء اللہ فیصلہ کسی آئندہ کے مضمون میں پیش کر دوں گا۔ یہاں پر آج یہ دکھانا ہے کہ ”ستۃ ایام“ سے چھ انقلابی زمانے کیونکر مراد ہو سکتے ہیں!

اولاً بہت ضروری ہے کہ ہم پہلے ان آیات کا جائزہ لیں جن میں خلقت آسمان و زمین کو ”ستۃ ایام“ کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کی وضاحت کریں۔

هو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ
ایام..... پارہ ۱۲-۱-۱۰۰۰
وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ زمانوں میں پیدا کیا۔

یہ آیت صرف یہ بتاتی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی خلقت ”ستۃ ایام“ میں ہوئی۔ اب اس کے بعد ہم دوسری آیت پر نظر ڈالتے ہیں وہ یہ ہے۔

الذی خلق السموات والارض وما بینہما
وہ خدا ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو بنایا

فی سستہ ۳۰ یا ۳۵ دستویں چلی انصرش پیدا کیا اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اسے پھر وہ بارہ ۱۶-۱۷ ع اس کے انتظام کی طرف بائیں چلا۔

اس سیت میں پہلی والی آیت سے کچھ زیادہ تفصیل سے یعنی آسمانوں اور زمین اور اس کے درمیانی تمام چیزوں کو جبہ ایام میں پیدا کیا۔ ایام سے مراد چھ دن کے کس طرح ہرے ملاحظہ ہو۔

زمین اور آسمان جب پیدا ہونے لگے تو اولگنا رے کرے میں زمین بھی تھی وجود میں آئے اور پھر خلقت کافی مدت میں ظہور میں آئی یہ گویا پہلا زمانہ تھا دوسرا زمانہ تھا جبکہ زمین اپنی خلقت کے بعد انجمادی حالت میں آئی اور قیامت خلقت مخلوقات مہدیہ ہوتی تیسرا زمانہ وہ گذرا جبکہ یہ زمانہ میں برصغیر کی حالت تھی ہزار یا لاکھ برسوں تک قائم رہی جو تھا زمانہ وہ گذرا جبکہ سمندری حالت کے بعد تیسری خلقت وجود میں آئی، پانچواں زمانہ وہ تھا جبکہ نباتات کے ہدیہ انات کی پیدائش ظہور میں آئی اور چھٹوں زمانہ وہ ہوا جبکہ ان ساری مبادیات کی خلقت کے بعد حضرت انسان کا جنم ہوا۔

یہ میری بیان کردہ وضاحت سائنسی تئوری سے تو بالکل مرنصا مطابقت ہے مگر جو روایات کا قبل اے مضمون میں پیش کی گئی تھی اس میں ان پانچ چھ انقلابی حالات کے علاوہ یہی کچھ خلقات کا تذکرہ ہے مثلاً طیر کی پیدائش، آب کی پیدائش، تمسکا، جواب یہ ہے کہ نوعی انقلاب صرف یہی ہے جو وہ پہلے گذرے ان کے علاوہ جو وہ خلقتوں کا تذکرہ ہے وہ انہی مشاغل کی حیثیت کا حکم رکھتی ہیں مثلاً طیر حیوانات کے ماتحت ہو گا، اسی طرح دابہ کی خلقت بھی حیوانات میں داخل ہو جائے گی..... وغیرہ

دوسرا شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب "ایام" جو کچھ جمع ہے جب کے معنی دن کے میں تو پھر جبہ دن والا ترجمہ کیوں غلط کہا جائے گا! اس کا جواب یہ ہے کہ اس شبہ میں انتہائی رحبت پسندی اور غلطی پہلی تو یہ ہے کہ جب ابھی سورج وزمین پھر کرے وغیرہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو پھر "چھ دن" کی تعبیر کیسے صحیح ہو سکے گی! دوسری بات یہ کہ اگر یہ کہا جائے خداوند تعالیٰ نے ایک اندازی وقت بیان کر دیا ہے، جس کا مقصود یہ ہے کہ چھ دنوں میں جو وقفہ با وقت صرف ہوتا ہے اتنا وقت زمین اور آسمانوں اور اس کے درمیانی چیزوں کی خلقت میں لگا، تو میں اس کا جواب دوں گا کہ پھر چھ اور کہیں چار ماہ کہیں دو کی تعبیر کیسے، بلکہ یہی کتنا بہتر تھا کہ ان دنوں میں پیدا کر دیا۔ پھر یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ "ایام" کے معنی زمانہ دور اور وقت کے بھی لیے جاتے ہیں اس لیے اگر دن کے بجائے یہی معنی لیے جائیں تو بہتر ہے کیونکہ دن کے معنی میں قیامت موجود ہے۔

لے میں اپنے ماقبل مائے مضمون خلقت دنیا سائنس اور اسلامی نقطہ نظر سے میں ان سارے انتہائی حالات کو مکمل چکا ہوا ہے اس مضمون کو بھی پیش نظر رکھیں خصوصاً وہ نظریہ سائنس دانوں کا جو ان مضمون میں بیان کیا چکا جو جو قدیم فلسفیوں کے توں بھی مختلف ہے۔

اب ہم ایک اور آیت دوسری پیش کر رہے ہیں جو عمومی نظروں میں سیری اس ترغیب سے قدرے فکراتی ہوئی معلوم ہوگی وہ یہ ہے۔

۱۰ کَفَرُوا بِاللّٰهِ حَتّٰی خَلَقَ الْمَسَّاتِ وَكَالْارْضِ فِیْ یَوْمَئِذٍ ۚ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِّنْ حَرَّةٍ وَابْطَلَ وَقَدْ رَزَمَهَا اَنْهَآ فِی الْاَرْجَةِ ۚ اِیَّامٌ مَّوَدَّ لِلشَّاکِلِیْنَ ۚ

ایام وگ اس خدا سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دویم میں پیدا کیا اور اس میں اوپر سے ہمارے پیدائش کے جس میں برکت دی اور اس میں ایک مناسب اندازے سامان صفت کا بندوبست چاہا یا م کیا جائے گا روں کے لیے

برابر ہے۔

حصر لجمع - ۱۰

یہ آیت بھی ہماری توضیح سے عین مطابق ہے پہلے دویم کا جگا و خلقت کر دی ہے (جس میں کل کرات علوی جس میں زمین بھی ہے) اور زمین کے بخار فی کل میا کر قابل آبادی ہونے تک سے اس کے بعد تین زمانے حری، نباتاتی اور حیوانی وہ گزرے جو انسان کی معیشت کے اسباب پیدا کرنے میں صرف ہمارے اس کے بعد خچہ زمانہ ارتکامی اسباب کائنات کے مالک و مصرف لینے والے حضرت انسان کی خلقت سے وابستہ ہوا۔ اس طرح وہی چھ زمانے درست آئے اس ساری آیت میں ساتویں دن کا نام اسی لیے کہیں بھی موجود نہیں ہے کیونکہ ان ایام سے مراد حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی نہیں یا اگر تھی بھی تو وہی عام زمانہ مراد تھا آخر میں بعض بعض جگہ یہ اظہارہ البتہ موجود ہے کہ پھر خدا عرش کی طرف مائل یعنی سرانقلاب کے بعد قدرت اپنے بندوبست میں لگی رہی اور انھیں منظم کرتی رہی۔

اب میں آخر کلام میں یہ عرض کر دیتا بھی ضروری جانتا ہوں کہ قرآن پاک کے وہ آیات جو تشابہات کہلاتے ہیں ایسے ہوں گے۔ ”یہاں ان کے معنی دن سمجھ کر بیان کرنے ضروری ہیں ان آیات میں بھی خوبی ہے کہ یہ ترقی کے ہر دور میں چسپاں ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ آیات خلقت آسمان و زمین میں اسی متشابہات سے ہیں اسی آیتوں کے معنی صاف رہتے ہوں بھی مطالب میں کافی انھیں رہتے ہیں۔

میرے ان سائنسی مطابقت کی تحریروں سے کوئی بزرگ نہ سمجھنے لگیں کہ میں سائنس کا مغرب زدہ ہونا اور سائنس کی ہر خطا و صیغہ بات کو ہدایات و آیات سے مطابق کرنا چاہتا ہوں۔ ”یہاں نہیں ہے لیکن جو باتیں عقل کی ترازو پر صیح نہیں انہیں ان کے صحت کی کو سنسن ضرور کرتا ہوں۔ مگر اگر کسی بزرگ کو کوئی خبہ یا اعتراض ہو تو وہ اس پر چٹائی صحت کے ذریعہ دریافت کر سکتا ہے۔

آئندہ کا مضمون ”ظلم“ کن نیکوں سے وابستہ ہو گا !

امام باڑہ میاں داراب علیخان لکھنؤ

(از عالی جناب شیخ تصدق حسین صاحب ایڈوکیٹ لکھنؤ)

یہ امام باڑہ احاطہ فقیر محمد خاں میاں آبا دوانظر کالج کی لپٹ پر قریب ہی واقع ہے جس کے متعلق ایک بڑی آمدنی کی جائداد بھی راقف ہے

اس کے بانی میاں داراب علیخان خواجہ مراد علی اللہ ساکن موری گنج نواب ملکہ عہد کے یہاں نواب مافوقہ حسینی خانم صاحبہ غلطیہ بد نواب ملکہ عہد حضرت امجد علیشاہ کا ایک محل تھیں جس کے لیے بادشاہ نے مولہ حضرت گنج میں ایک سہ منزلی عالیشان کوٹھی تعمیر کرائی تھی جو ملکہ عہد کی کوٹھی کے نام سے مشہور تھی۔ اسی میں موصوفہ کا قیام تھا۔

بناؤ ستر سترہ عرصہ میں جب غلامی ہوئی تو اس کوٹھی پر سے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے میاں داراب علیخان نواب مافوقہ کے مشرقی چھانک سے داخل ہوئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے میاں داراب علیخان نواب مافوقہ کے گھر سے دروں طرف کوٹھوں پر چڑھ کر خوب گولیوں کا ٹیڑھا برسایا مغربی سمت کا چھانک بہت مضبوطی سے بند کر دیا گیا تھا۔

گورے وہاں سے پلٹ آئے۔ خوب مار پڑی پھر امجد علیشاہ کے مقبرہ موسوئے سبطین آباد میں آئے اس کے بڑے بھائی کو دیکھ کر خیال کیا کہ قصر سلطانی بھی ہے ایک توپ بھی بھاٹک پر تھی مگر گولہ ادا نہ بھاٹک گئے تھے بیخارج الدولہ کے آمد لی ان کے حکم سے توپ پرکیل لگا کر مینی کوکسیٹ لگیئے جب گورے مقبرہ میں آئے تو ایک شخص نے کہا یہ فرشتان ہے یہاں مردے دفن ہیں ایوان شاہی آگے ہے۔ گورے وہاں سے باہر نکل آئے توپ کا کچھ خیال نہ کیا۔

انقرع سلطنت کے بعد پوسٹ ماسٹر جنرل کا دفتر عرصہ تک ملکہ عہد کی کوٹھی میں رہا ملکہ عہد کو داراب علیخان پر بہت اعتماد اور بھروسہ تھا اور ان کا بہت خیال بھی کرتی تھیں چنانچہ موصوفہ نے ۳۴ اگست ۱۸۵۷ء کو ایک وصیت نامہ تحریر کر کے اپنے لیسوری مرزا سلیمان فقیر کو بروئے گوشہ مذکورہ ہدایت کی کہ میرے بعد میری تنخواہ کے ایک تہ میں سے منجملہ دیگر امور موسوئے سبطین کا ہوا داراب علیخان کو بھی ان کی زندگی بھر ادا کرتے رہیں اور اخراجات امباڑہ شل محل۔ مائینی عشرہ محرم۔ ماہانہ محاسن و تنخواہ قرآن خوانان زیر اہتمام میاں موصوفہ ہمیشہ جاری رہیں۔ انہی والدہ کے انتقال کے بعد مرزا سلیمان فقیر نے ہار دیمبر سلطانہ سے لیکوہ دیمبر سلطانہ ایک کی تنخواہ

داراب ملکہ عہد کے افضل حالات پر لکھنؤ، راقم بسلسلہ بیانات شاہی اودھ ملاحظہ کیجئے۔

لکھنؤ، ۲۶ مئی ۱۹۴۵ء

داراب علیاں کو ادا نہ کی وہ وصیت نامہ کی شرائط کو ناجائز قرار دے کر توڑنا چاہتے تھے۔ داراب علیاں نے عبور ہدکراں کے خلاف دعویٰ دائر عدالت کروایا جو ان کے موافق طے ہوا اور شرائط مندرجہ وصیت نامہ قانچا زنا جابر تسلیم کر لی گئیں۔ مرزا سلیمان قدر مقدمہ کو پریوی کونسل تک لے گئے مگر ہر عدالت سے فیصلہ داراب علیاں ہی کے موافق ہوا لیکن باوجود صدر ڈگری داراب علیاں نے ایک جہ پھول نہ کیا بلکہ جب شہزادہ صاحب نے از خود فرمایا کہ اپنا حساب بیباق کر تو عرض کیا کہ خدا کے فضل و کرم سے میری ضرورتوں کے لیے میرے پاس کافی مال و دولت موجود ہے میں نے تو دعویٰ صرف یہ ثابت کرنے کو کیا تھا کہ وصیت نامہ جائز ہے اول میں حق پر ہوں اور اگر چاہوں تو بذریعہ عدالت بھی وصول کر سکتا ہوں۔

داراب علیاں کو بیرون اور مغلوں کا بہت شوق تھا چکی نگرانی و پردہ نشت کے لیے بہت سے بیرون اور

مرغ باز نوکر تھے

جب داراب علیاں زندگی کی سترہ ماہیں دیکھ چکے تو ۱۹ رمضان سنہ ۱۲۹۹ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۸۶ء میں اپنی جائیداد کے آئندہ انتظام اور انہی خواہشات کو اپنے بعد پورا کرانے کی غرض سے ایک وصیت نامہ تحریر کر کے مصدق بر جہنری کرادیا۔ اس وقت وہ مرض نفس میں مبتلا تھے مگر پوچھ دچاس بجاتے۔ وقف نامہ کے مشروع میں بطور تمہید لکھتے ہیں:۔۔۔ کوئی میرادارث شرعی یا غیر شرعی ہے نہ میں کسی بادشاہ یا شخص دیگر کا عبد و ملوک ہوں بلکہ اپنی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ پر ہمہ وجہ وصیت کرنے کا اختیار رکھتا ہوں۔

آگے چل کر اپنا منشاء ادنیٰ اور اغراض وقت ظاہر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔۔۔ بغرض جاری و نافذ رکھنے و ہدایت خیر و مذہبی ابد و دوا و نسل عاقل و نام بلا و پردہ و مل و توسلین و ملازمین و اشخاص مستحق و اعانتہ بنا بر خادہ دختران و ناگھداشہ و محتاج کہ جس کے باعث ثواب ابدی و دوائی ممکن ہے وصیت کرتا ہوں اور بغیر علیاں کو جو میرے بھیس و مقبوم ہیں اپنا وصی مقرر کرتا ہوں۔ ان کو لازم ہے میرے منشاء کو پورا کریں اور اپنی حیات میں وہ شخص ہو گیر لائق و مقبوم و بھیس اپنے حتی الامکان خواجہ سرا کو منتخب کر کے اپنے بعد کے لیے اپنا قائم مقام مقرر کرتا رہے۔

داراب علیاں کو اپنے ملازمین و توسلین کی بدور مل کا بہت خیال تھا چنانچہ وصیت نامہ کی دیکھنشم میں لکھ گئے کہ مرغ خاد و بیرون خانہ یہ سب میرے شوق کے ہیں اگر وہی کو خرقہ جو تو بشرط امکان ضرورت کے ان لوگوں سے دوسرا کام لے کر بدور مل کی جائے

موصوف نے جو جائیداد وقت کی اسکی آمدنی تقریباً چوبیس ہزار روپیہ سالانہ بنتی ہے فرست جائیداد غیر منقولہ مندرجہ وقت نامہ حسب ذیل ہے۔

- (۱) محمد پور مسلم موضع فتح آباد
 (۲) بہرولی .. فتح پور ضلع بارہ بنگلی
 (۳) محمد پور بنگلہ .. کرسی فتح پور ضلع بارہ بنگلی
 (۴) بنیان فیکریہ کرسی فتح پور ضلع بارہ بنگلی
 (۵) نور مسلم موضع - کرسی فتح پور ضلع بارہ بنگلی
 (۶) انوار سی - کرسی فتح پور ضلع بارہ بنگلی
 (۷) نوابار - کرسی حصہ ۲۰ منجملہ کھنڈہ ..
 (۸) بڑندہ - کرسی فتح پور ۱۶ بنگلہ ۲ گٹھ ڈرامنی
 (۹) سود آباد - مسلم موضع - دیوہ نواب گنج
 (۱۰) ترقی - دیوہ مرہونہ
 (۱۱) کریم آباد - مسلم موضع مرہونہ
 (۱۲) سبتہ کھنڈہ حصہ سالانہ ۱۰
 (۱۳) مکان خام و بختہ بنگلہ دی
 (۱۴) اما مبارہ واقعہ احاطہ فقیر محمد خاں
 (۱۵) مکان بختہ مروی گنج
 (۱۶) آرمی ٹھکانہ مکان بالا
 (۱۷) مکان خام بھان نگر متصل بارہ دوی درگاہی لال
 (۱۸) آرمی کنارے ملکہ ریلوے
 (۱۹) آرمی دروکان و کٹوریائی
 (۲۰) مدر دکانات حضرت مسیح
 (۲۱) اشیاء منقولہ کی فہرست مرتب کر کے علیحدہ دیوانہ و
 مختار معمر کے حوالہ کردہ گئی۔

اخراجات کی فہرست بھی وصیت نامہ میں حسب ذیل دی ہوئی ہے۔

مصارف اما مبارہ انڈیائی محمد پور	مصارف مجالس سالانہ دہشتی قبر	تنخواہ داران
دکرائے مکانات و دکانات	حاجی توکل علیاں	موصیہ ماہوار
سالانہ	دعوتی اجارہ منی ملکہ علیہ سالانہ	
صرفہ مجالس محرم و ماہوار مع روٹی	شیرینی مجالس ماہوار	قرآن خوان قبر حاجی توکل صاحب کچن
دسہار سالانہ	دعوتی ماہوار	مرآن حوائی قبر
تنخواہ وصی حاجی بشیر علی خاں	تنخواہ نائب محمد امان علیاں	بہا شیریں حبیب
صرفہ درماہہ تاحیات	صرفہ درماہہ تاحیات	

مصارف تجزیہ و تکفیل و مجالس بیوم - دہم و سہام و چہلم و دلیہ سالانہ منصوصی حسب تجزیہ وصی و نائب وصی
 صرفہ روپیہ سالانہ - برائے مصارف کر بلائے میانت الدولہ - چودہ سو روپیہ سالانہ -

دارالہ عیناں نے بعد تحریر وصیت نامہ سنہ ۱۹۴۷ء میں انتقال کیا لاش کر بلائے ملے بھی گئی اور دروغہ خباب
 عباس علیہ السلام کی ایک صفحہ میں دفن کی گئی۔ حاجی بشیر علیاں کے انتقال پر شیخی قبر متولی قرار پائے جو نواب کھجیاں کے
 زرخیز حبشی غلام تھے اور موصوفہ ہی کے دامن دولت سے وابستہ تھے مگر انکی یہ انخطایہ اور بے عنوانیوں کی وجہ سے
 ان کی برخاستگی کے لیے دعویٰ دائر عدالت کیا گیا جس پر ۳۰ مئی سنہ ۱۹۴۷ء کو ایک نئی حکیم برائے انظام و انصرام دفعہ

دارا علی خاں بکرم! ابو ظفر دلال صاحب! ڈیوٹنٹل ڈسٹرکٹ جج مرتب کی گئی جس کی رو سے تزار یا یا کہ سات متدلیان کا ایک بورڈ مرتب کیا جائے جس کے اراکین امامیہ مذہب کے پیرو ہونے کے علاوہ صفات امانت و دیانت و قابلیت سے تصنف ہوں۔ اور بدقت کے اختتام و انصرام کی پوری قابلیت رکھتے ہوں اور پھر گھنٹوں کے مستقل باخدا سے ہوں۔ اسی اسکیم کے ماتحت تفکیک دیا ہوا سات اصحاب کا ایک بورڈ وقت مارا اب علیاں نیز کر بلائے دیانت الہ ولہ کا اختتام کرتا ہے۔

اسا کر کرامی موجودہ اراکین بورڈ یہ ہیں

- (۱) جناب تعضیر مرزا صاحب ایڈووکیٹ صدر بورڈ (۲) جناب غلام حسنین صاحب ایڈووکیٹ۔
 - (۳) جناب خاں بہادر مولوی محمد حسین صاحب (۴) جناب مرزا غاہ جبین صاحب ایڈووکیٹ۔
 - (۵) جناب شیدہ امیر حسین صاحب جیکے والد بلال اور چچا ہلال تھے (۶) جناب شریعہ میں سرکار ملک جہاں سے وابستہ تھے۔
 - (۷) جناب مولانا سید کلچر حسین صاحب مہتمد (۸) جناب سید محمد تقی صاحب ایڈووکیٹ
- اراکین نمبر (۶) و (۷) کو شیعوہ وقت بورڈ نے نامزد کیا ہے مگر ممبران بورڈ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ مزدگی بمقامہ ہے معاملہ زیر غور ہے اس لیے یہ دونوں اسم بھی ملوک ہیں۔

کار ہائے خبر کی بیس جاڑوں میں کب تقسیم ہوتے ہیں۔ رانڈ بیجاؤں کو گزارہ دیا جاتا ہے غریب غزا کسی تمہیز و تکفین اور نامار و لاچار شرفاء کی ناکھڑا لو کیوں کی غادیاں بھی کرائی جاتی ہیں اکب در سر کدہ امار بھی دی جاتی ہے جو امار مبارک ہی کی عمارت میں قائم ہے اس میں دنیا کی تعلیم بھی ہوتی ہے

زیر سرپرستی انصار الاطبا جناب مولانا حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الاطفال
حضرت علامہ عرسٹی کی مقبول ایجاد

موقوف

جس سے لاکھوں نیکوکان خدا فائدہ اٹھا چکے ہیں سو خوشکام، دردمند، اور بد جگر و دگر وہ، تو لئی باؤ گولی، اسہال، اور دم طحال، اور سیر، بد بھنی، مرگی، مسٹریا، باکہ معدہ اور جگر کے ٹکاؤ سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں میں فائدہ بخش ہوتا ہے، عورتوں کے ایام کی خرابی دفع کرتا ہے، خصوصاً ایام سرما میں معدہ خرابی استعمال کرنے سے خون صالح پیدا کر کے چہرہ گننا رکھتا ہے جو ایک دفعہ منگا لیتا ہے بیتہ سنگا تار ہوتا ہے اور دوسروں سے بھی تحریک کرتا ہے۔

بڑی قیمتی مالاکس مع محمول ڈاک عینا یاد نشینیاں ہے میں طلب کر کے امتحان کر لیے۔

نور بصر:- موتی اور جواہرات والا سرہ لکھنوں کی تمام شکایتیں دور کرنے روشنی بڑھاتا ہے۔

قیمت فی نشینی پیپ محمول و غیرہ ۱۲/-
مینجر کمونی فیکٹری، مرتضیٰ حسین روڈ، لکھنؤ

سپر امامت کا چوتھا ستارہ سید العابدین کا ہر فعل عبادت کی کسوٹی ہوتا ہے

(داعیہ پوری میجر الواعظ)

رسول کی خلافت کے بعد مسند امامت مکے چوتھے حقیقی جانشین رسول حضرت علی ابن الحسینؑ تھے جن کی ہر حرکت و نقل تعلیم و اخلاق جلم و برد باری اپنے پیش رو دل سے لے لے جاتی تھی۔ آپ کی والدہ جناب شہر بانو دختر یزدجرد بن شہر بار بن کسری شاہ ایران تھیں جو خلافت حضرت امیر مہدیؑ جناب امیر مکی حکمت آمیز سہی سے آپ کا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا۔

ولادت، حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانہ میں یعنی جناب شہر بانو سے یہ مولود سعید پیدا ہوا جس سے تمام گھر نور ہو گیا بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی ولادت کے وقت ایک ذوالعظیم پیدا ہوا جس سے تمام دنیا روشن ہو گئی اور آپ جب شکم مادر سے فرش خاک پر تشریف لائے تو فرما اپنے سر کو سجدہ خاشا میں جھکا کر بتایا کہ دنیا نا پا ئدار ہے پس لائق عبادت وہی ماحدو کجا ہے جس نے سارے جہاں کو پیدا کیا: سید المساجدؑ: امتیاز پسندوں نے محنت شاقہ کر کے نہ جانے کیسے کیسے القاب حاصل کیے اور دنیا نے اپنے ظالمین ملت کو کہاں سے کہاں پہنچایا۔ کوئی قائم عظیم بن کر جذبہ افتخار حاصل کرتا ہے اور کوئی پیر امن و مہاشتی کہلاتا ہے ہر حال یہ ناقص بندوں کے خطا بات بھی ناقابل لحاظ اسوجہ سے ہوتے ہیں کہ یہ رہتی دنیا تک بھی قائم نہیں رہتے ہر لیلہ و دروہر کے زمانہ میں لڑ سکے کچھ دنوں بعد تک یہ الفاظ اہل سوانح حیات میں مستعمل ہوتے ہیں مگر اس کے بعد جب دنیا کا ورق اُلٹتا ہے تو یہ الفاظ ہمیشہ کے لیے اسکا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں کیا کائنات کو کار بندوں کا جسکی زندگی کے ہر کارنامہ کو بڑھکان کا القاب اور اسکے معنی دل و دماغ میں سرایت کر جاتے ہیں تعجب ہے کہ آج تک ہزاروں عباد زمانہ گزرے مگر عبادت کی منزل میں کسی نے ایسا لقب ساجد یا عابد نہ قرار دیا علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنی گرافتہ تصنیف بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام محمدؑ نے فرمایا کہ میرے پردہ اہل عقد واجب پیدا ہوئے تو سجدہ الہی میں سر جھکا دیا اور اپنی زندگی میں جب کوئی نعمت خداوندی دیکھتے سر جھپٹے یا ذکر کرتے سجدہ الہی بجاتے جب کوئی اندیشہ دنیہ ہوتا تو عقین میں صلح کراتے۔ ہر نماز کے بعد۔ غذا کے بعد صبح کو اٹھ کر ہمیشہ سجدہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے اسے کہنا کہ حضورؐ آپ کے غلام آلب میں باتیں کرتے تھے کہ وہ اپنے مالک سے (یعنی آپ سے) نہیں ڈرتے یہ بھگت حضرت

مسکرائے اور خود اس سجدہ خالق میں جھکا کر اس طرح دعا کی پالنے والے تیرا شکر گزار ہوں کہ تیرے بندے
مجھ ایسے خادم سے نہیں ڈرتے۔ شاید کثرت سجدہ ہی کی بنا پر حضور سجدہ میں گھٹے بڑھ گئے تھے جیسے آپ سال
میں دوبارہ تر خطواتے تھے یہ وہ کارنامے تھے جنکی بنا پر دنیا نے آپ کو سید العابدین کہہ دیا۔

سید العابدین۔ زمانہ کو حیرت تھی کہ حضرت علی ابن حسین کے بے سیدان ابدی و ازین العابدین کا معرکہ الامرا
لقب کیوں بخش کیا گیا چنانچہ علماء سیر نے کافی تلاش و تجسس کرنے کے بعد سرطاعت ختم کر دیا چنانچہ مطالبہ رسول
علامہ محمد ابن طلحہ خاضی عالم اہلسنت نے اس لقب کے تحت ایک عجیب و غریب سر و قلم کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک بار ضیطان
افدہ ابن کرام کے سامنے آیا جبکہ آپ نماز میں مشغول تھے۔ پیر کے انگوٹھے کو اپنے دہن میں لے کر چاٹنے لگا
مگر آپ میں کوئی تغیر نہ ہوا پھر اس نے ازیت پہنچائی لیکن استعلال داخل اس امام نے ذرا بھی پرواہ نہ کی
بلکہ اسی طرح اپنے خالق کی عبادت میں مصروف رہے عبادت کی یہ وہ اٹلی منزل تھی جو خالق کو پسند آئی اور ایک
فلک شگاف آواز نے فضا میں دھوم مچائی انتا زین العابدین۔ دنیا کا یہ واحد واقعہ ہے جس نے ایک فرد
صالح کو حرقی کی انتہائی منزل پر پہنچا دیا اور ایسے ہی لوگ امام ہوتے ہیں و ما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون ہم نے جن دانش کو نہیں پیدا کیا مگر عبادت کے لیے۔ علامہ ابن حجر کی صواعق مرقومہ مطبوعہ مصر ص ۱۲
میں تحریر فرماتے ہیں روی جابن انہ قال لہ دھو صغیر رسول اللہ صلعم یسلم علیک فقیل لہ کیف
ذالک قال کنت جالیا عندہ والحسین فی حجرہ وھو یداعیہ فقال یا جابر لولہ لہ مولود اسمہ
علی اذا کان یوم القیامۃ نادى مناد لیقر سید العابدین فقیوم ولدا ثل لولہ لہ ولدا سمہ
محمد فان ادركہ یا جابر فاخوئہ بنی السلام۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی صغریٰ میں جناب
جابر خبر دیتے ہیں کہ آپ کو آنحضرت نے سلام کہا ہے پوچھا کیونکر کہا کہ ایک مرتبہ میں خدمت جناب
ختمی مرتبت میں بیٹھا تھا دیکھا کہ حضرت کی گود میں حسین ہیں اور آپ ان سے کھیل رہے ہیں آپ نے
فرمایا کہ اے جابر ہمارے اس فرزند سے ایک فرزند علی پیدا ہو گا وہ ایسا ہو گا کہ جب قیامت کا دن
ہو گا تو آواز پیدا ہو گی کہ کھڑے ہو جائیں سید العابدین پس وہ کھڑے ہو جائیں گے اور اے
جابر اس سے ایک فرزند محمد ہو گا جب اس سے ملنا تو میرا سلام کہہ دینا۔

جناب حضور کا سلام خانوادہ نبوت پر۔ ابراہیم ادہم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے حاجیوں
کے ہمراہ سفر حج کا اتفاق ہوا ایک ہولناک جنگل میں پونچکر چند خاص و عجم سے قافلہ سے علیحدہ ہو گیا
ناگاہ اس صحرائے خاموش میں ایک بچہ کو دیکھا اس کا سن ۷ یا ۸ برس کا ہو گا مجھے کمال تعجب ہوا میں
قرب گیا اور سلام کیا اس نے جواب سلام دیا میں نے پوچھا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں قال اری دیدیت
ربی؟ اس نے کہا خاندان خدا کی طرف میں نے کہا اے میرے حبیب نہ تو آپ پر حج واجب ہے اور نہ سات

پھر کس لیے صوبہ سفر اٹھائی فقال یا شیخ ما را میت من هو اصف سنّا و قد مات فرمایا اے شیخ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بہت سے مجھ سے چھوٹے تھے اور انھیں موت آگئی فقلت این الزاد والراحله فقال زادی تقوی و راحلتی سرحلائی و قصد فی مولای میں نے کہا آپ کے پاس زاد راہ اور سواری بھی ہے۔ فرمایا زاد راہ میرا القوی ہے اور سواری میرے پاؤں ہیں اور مقصود میرا جاننا طرف خالق کے ہے۔ میں نے کہا کچھ کھانے کی چیزیں تمہارے پاس نہیں دیکھتا ہوں۔ فرمایا اے شیخ کیا تو اس امر کو مرغوب سمجھتا ہے کہ کوئی تیری دعوت کرے اور تو اپنے ہمراہ کھانا لے کر اس کے یہاں جائے میں نے کہا یہ کون کر سکتا ہے ہرگز نہیں آپ نے فرمایا جس نے مجھے بلایا ہے وہی آب و طعام کا انتظام کرے مگر جب میں نے یہ (تدبیراً) نیا در ٹھوس استقلال کی) باتیں سنیں تو میرے ہوش جاتے رہے اور پھر اس طرح کہا کہ اچھا جلد چلو تاکہ قافلہ سے مل جائیں اور راستہ نہ بھولیں فقال علیہ السلام اما سمعت قولہ تعالیٰ والذین جاهدنا فینا لنهد یشھم سبلنا وان الله لمع المحسنین جواب دیا اسی پر ہے پہونچنا میرا منزل مقصود کہ کیا ارشاد خداوندی نہیں سنا وہ لوگ جو ہماری راہ میں حیا کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہ بتا دیتے ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ ایک خوبصورت جوان جو نورانی چہرہ رکھتا تھا اور سفید لباس زیب تن کیے ہوئے تھا اس طفل ہوشیار کے پاس آیا اور نہایت ہی ادب سے سلام کیا اور اس کے بعد معافہ کیا جب وہ رخصت ہوا تو میں اس جوان کے پاس آیا اور کہا تم سے بحق اس خدا کے جس نے یہ نورانی صورت عطا کی ہے سوال کرتا ہوں بتاؤ یہ لڑکا جس پر تم نے سلام کیا کون ہے فقال اما لعرفہ هذا علی بن الحنفیہ اس جوان نے کہا تو نہیں جانتا یہ علی بن الحنفیہ زین العابدین ہیں میں اس جوان کو چھوڑ کر سیدہ سجادہ کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہا قسم ہے آپ کو اپنے آبائے طاہرین کی ارشاد ہو کہ یہ جوان کون تھے حضرت نے فرمایا یہ بھائی خضر ہیں معمول ہے کہ ہر روز میرے پاس تشریف لاتے ہیں اور سلام کر جاتے ہیں (بخارہ)۔

السی قوت کی کار فرمائی :- اقوال مریضین کی بنا پر واقعہ کہ بلا میں آپ کی عمر شریف ۲۲ یا ۲۷ سال کی تھی۔ ایسے بھر پور جوانی کے زمانہ میں ان ہولناک اور درد فرسا مظالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا فوت بشری سے بعید ہے صرف شخص کی کارناموں کو دیکھ کر عقل انسانی متحیر ہے بغیر نہیں رہتی خیال کیجئے باپ کا سایہ سر سے اٹھتے ہی ماں بہنوں کے سروں کو برہنہ دیکھنا اور لٹے ہوئے قافلہ کی سار بانی کرتے ہوئے کوفہ و شام کے بانداروں میں استقلال کے ساتھ پہونچنا یہ صرف امام زین العابدین کا کام تھا بڑھاپے میں مصائب و شدائد اگر گو نہ برداشت بھی ہو جاتے ہیں مگر جوانی میں دینی اہم مصیبت کی منزلوں کو طے کرنا اتنی مشکل تھا یہ قوت الہی کا کام تھا جس نے امام کو میدان صوبہ و آلام میں وہ اقداری حیثیت بخشی جو تہمت

تک قائم رہے گی اور دنیا کے مفکرین ان واقعات کو دیکھ کر عیر العقول کا زمانہ پرستل کر نیگے۔ اتنے ظالم
 حمیہ کے بعد جب مدینہ میں مقیم ہوئے تو ہمیشہ جلوت و خلوت میں رفتار و گفتار میں روتے ہی رہتے تھے اور زمانہ
 و راز تک گوشہ نشین رہے اور اکثر فرماتے تھے کہ بابا حسینؑ چچا عباسؑ اور برادر علی اکبرؑ کے بعد دنیا میں زندہ
 رہنا پسند نہیں کرتا۔ جب نمازیں کھڑے ہوتے تو خوفِ الہی سے گریہ کناں بعد نماز واقعہ کربلا کو یاد کر کے
 رونا نہ روتے۔ ان دقیق اور نازک اوقات میں بھی تبلیغِ حق سے باز نہ رہے آپؑ نے گوشہ نشینی میں اپنے خدا سے جو
 راز و نیاز کی باتیں فرمائیں وہ صحیفہ کاملہ کی صورت میں ایک بہترین کتاب ہے جو نادر و نایاب اور عیہ پرستل سے
 اور جیسے پڑھ کر ہر امیر و فقیر متاثر ہوے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارے قومی نوجوانوں کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ صحیفہ
 کا بہترین انگریزی ترجمہ بڑا آب و تاب سے درستہ المومنین میں غائع کیا گیا ہے۔

معجزہ :- عین زمانہ حج میں امام علیہ السلام حج کر کے لیے تشریف لائے۔ عبد الملک ابن مردانہ کا دور
 تھا وہ بھی آیا جب مناسک حج سے فراغت حاصل ہوئی تو ابن مردانہ نے امام کو بلوایا آپ تشریف لائے
 کثیر اذہام تھا اس نے کہا ابنِ حسینؑ آپ میرے پر آیا کیجیے تاکہ میں اخروی فوائد حاصل کروں اور مجھ سے
 دنیاوی فوائد حاصل کریں امام نے یہ سن کر اسے تعجب کی نگاہوں سے دیکھا کہندھے سے چادر اٹھائی اور
 زمین پر بکھیر کر کچھ سنگریزے ڈال دیے پھر دست مبارک بلند کر کے دعا مانگی نبوہ دعا کے لیے اٹھ اٹھے ہی
 تھے کہ وہ سنگریزے در شاہوار سے میل ہو گئے عبد الملک کی آنکھیں درہائے شاہوار کو دیکھ کر خیرہ
 ہو گئیں آپ نے فرمایا دیکھ جیسے خداوند عالم نے یہ درجات دے رکھے ہوں اسے میرے دنیاوی فوائد کی
 کیا حاجت یہ کہہ کر آپ پھر عبارت الہی میں مشغول ہو گئے۔

کیا کہنا ایسے نفوسِ مقدس کا۔ اس معجزہ کو پڑھ کر ایک عجیب راز کا انکشاف ہوتا ہے آخرت
 کے فوائد صرف محمدؐ و آلِ محمدؐ ہی سے حاصل کیے جاسکتے ہیں اور مردانی حکومت صرف دنیا حاصل
 کرنے کے لیے بنتی۔ اس خاندان کا ہر حکمران دنیا طلب۔ جاہ پرست اور آلِ محمدؐ کا دشمن تھا اسی بنا پر
 تو ہر ایک نے مختلف تدابیر سے خانوادہ نبوت کے افراد کو دار فانی سے موت کے گھاٹ تک پہنچایا۔
 حقیر کا سلام :- سلام ہو اس پر جو علی بن الحسینؑ تھا۔

سلام ہو اسیر جس نے کوفہ و شام میں رسولِ ادیبوں کے ساتھ حقیقی خدمتِ اسلام انجام دی۔

سلام ہو اسیر جو ہر لحظہ عبادت کا خواہاں تھا۔

سلام ہو اسیر جس نے مرنے دم تک الصلوٰۃ الصلوٰۃ و رزق کیا۔

سلام ہو اسیر جسے عبد الملک نے زہر دغا سے شہید کیا۔

قصیدہ رضویہ

از جناب علامہ سید محمد داؤد صاحب قبل زندگی پوری از سیاست رہا ہے

کعبہ اہل ولا روضہ دہجئے رضا
خازنہ چہرہ عرفان مزار رضوی
سجدہ گاہ ملک عرش بود خاک ریش
مرج جن و بشر منزل سکّان فلک
رہرہ راہ رضا طالب مشکوے رضا
سرستہ چشم رضا خاک دیکوے رضا
سربا فلاک زندگنبدہ منوے رضا
چشم بہرہ دختہ ہر صاحب ل سوئے رضا

مطلع ثانی

پر تو حسن جمال ازلی روئے رضا
چشم او ساغر پر نور رضاے احدی
خبر خلد بریں نکہت گیسوئے رضا
طابق محراب عبادت خم بر روئے رضا

مطلع ثالث

چہرہ اش آئینہ دار رخ وابر کو رضا
چشم وابر روئے رضا گونہ اشارت چو کند
کاکلش نافہ کش رانجہ بوئے رضا
گردش جہنم شود تالچہ دہجئے رضا
کرد سیراب بیک قطرہ تجبئے رضا
حافظ دین نبی قول رضا خوئے رضا
باز گردید غنی از ہر مشکوے رضا
وا بگردید بیک ناخن تدبیر رضا
سرنزد ہر دہشتا و آہوئے رضا
عطر آگین چمن کون زخو شبوئے رضا
صوفشاں شام و سحر اختر نیکوئے رضا
روز محشر نہ شود تشنہ تشا کوئے رضا
چہرہ اش آئینہ دار رخ وابر کو رضا
چشم وابر روئے رضا گونہ اشارت چو کند
کاکلش نافہ کش رانجہ بوئے رضا
گردش جہنم شود تالچہ دہجئے رضا
کرد سیراب بیک قطرہ تجبئے رضا
حافظ دین نبی قول رضا خوئے رضا
باز گردید غنی از ہر مشکوے رضا
وا بگردید بیک ناخن تدبیر رضا
سرنزد ہر دہشتا و آہوئے رضا
عطر آگین چمن کون زخو شبوئے رضا
صوفشاں شام و سحر اختر نیکوئے رضا
روز محشر نہ شود تشنہ تشا کوئے رضا

یاوری کرد نہ تا حال اگر بخت کمال
پر امیدم کہ شود مدفن ما کوئے رضا

اشعار آبدار

(یہ وہ اشعار ہیں جو جناب قمر صاحب نے سرکارِ راجہ صاحب بہادر بالٹاپہ کے خیر مقدم میں پڑھے)

بیل نخل ریاضت کے وہ پائے ہیں تھر
اللہ نے اعزاز بڑھائے بس تھر
معموموں سے خلعت زیارت پا کر
سرکارِ ابد قرار آئے ہیں تھر
دیگر

طاہر ہاتھوں کو دم بدم چو میں گے
بڑھ بڑھ کے جیسے بغیر ہم چو میں گے
بالیدہ ہیں قلب دست بوسی کیسی
ہم نائر شاہ کے قدم چو میں گے
دیگر

اے زائر شاہ تیری نیت کا ثواب
کم ملتا ہے ایسی قدس و قیمت کا ثواب
مداح کے بھیس میں تھر ہے سائل
کچھ اسکو بھی جو عطا زیارت کا ثواب
دیگر

جیشم پر شوق جس کی تھی مشتاق
شکر ہے اس کی دید ہم کو ہوئی
روز پیدائشِ امامؑ وہ آئے
عید بالائے عید ہم کو ہوئی
دیگر

دل کو وقف نگاہ محبوب بناؤں
آکھوں کو فدائے راہ محبوب بناؤں
اُجڑا ہوا گھر ہے میرا قلب مضطر
آج اُسکو میں جلوہ گاہ محبوب بناؤں
دیگر

پورے سب کام حسبِ مطلوب ہونے
نورِ انکسارِ ہدیٰ خوب ہوئے
یہ اور شرف انکا زیارت سے بڑھا
محبوب۔ حبیب حق کے محبوب ہوئے

حسب ذیل حضرات کے پتہ مطلوب ہیں

اگر آپ حضرات کے پتہ موصول ہوں گے تو احواط صبح پتہ پر بھیجا جاسکے گا۔ ورنہ دفتر

معذور ہے۔

مینجر

- جناب سید عبدالحسین صاحب حیدر آباد سندھ
 مظفر عباس صاحب بینکری پور ضلع ساہی
 ۲۷۹۶ مولوی شریف حسین صاحب ہیڈ رومی
 ڈال انگلش اسکول اورٹی مظفر پور
 ۲۸۰۴۷ مولانا سید فخر الحسن صاحب قلعہ جھنگ
 ۲۸۵۲ جناب عبدالحق صاحب بیٹہ بھاو پور
 ۲۸۶۳ سید محمد حامد صاحب نقوی عقب چوکی
 پولیس محلہ انشا شا بھانپور
 ۲۸۹۷ محمد ذکی صاحب شہباز زہدنگ
 موری وروانہ - دہلی
 ۲۹۵۱ پیر جی بلال الدین صاحب سب پشامڑ
 ڈاکخانہ کچہری ضلع ملتان
 ۲۹۶۳ سید لیاقت حسین صاحب کسولی
 ۲۹۶۷ سید انور حسین صاحب سادات منزل
 نمبر ۱۱۵ بلتستانی محلہ - شملہ
 ۲۹۶۸ جناب حاجی الیاس حسن صاحب گرانڈ ہوٹل شملہ
 ۲۹۷۴ رخاں بہادر مرزا بہار الدین صاحب
 سنبولی - شملہ
 ۲۹۸۵ سید محمد ابراہیم صاحب قصبہ شاہ آباد
 ضلع کرنال
 ۳۰۶۹ شیخ محمد علی صاحب اینڈ سنز مسلم کلا تھہ
 ہاؤس - امرت سر
 ۳۰۷۰ آبا حسین صاحب مسلم دفتر ٹھکانہ سٹیشن امرت سر
 ۳۰۷۵ سید محمد حسن صاحب پلنگش دروہالی گلی
 ہاؤس نمبر ۹۷ دہلی
 ۳۰۸۳ ربیعہ بخش خانہ صاحبہ بی بی ٹی ٹرک ٹرک خیر پور سندھ
 ۳۰۸۱ علیم خاں اکبر خاں صاحب تیرہ والے
 جیت پور - کاٹھیاوار

غیر الحکم جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے چند نصائح کا عربی مجموعہ جس میں
 انسانی زندگی کے بہترین مشورے پر زمان عربی ہیں۔ قیمت ۱۰۰ علاوہ محمولہ ڈاک
حق الیقین شیعہ عقائد کا مفصل اور مشروح بیان علامہ محمد باقر مجلسی صاحب ذراہ کے معرکہ اعلیٰ خدمات
 اسلامی اور مذہبی آئین کا بہترین مجموعہ زبان فارسی تین جلدیں علاوہ محمولہ ڈاک -
 احواط بک ڈپو - لکھنؤ

اعلان داخلہ طلاب مدرسۃ الوداعین لکھنؤ

حسب قرارداد ذمہ داران مدرسۃ الوداعین اعلان کیا جاتا ہے کہ جو حضرات مدرسۃ الوداعین میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنی درخواست مدہ صحت و تصدیق تعلیم و اخلاق مدرسۃ الوداعین لکھنؤ کے دفتر میں اس طرح روانہ فرمائیں کہ ۱۰ مئی تک وصول ہو جائے اس کے بعد جن حضرات کا امتحان داخلہ لیا جائے گا ان کو تاریخ امتحان سے مطلع کر دیا جائے گا درخواست دینے والے حضرات دستور اہل کی دفعہ ذیل کا لحاظ رکھ کر درخواست بھیجیں جو طلبہ داخل ہونا چاہیں ان کے لیے ان صفات سے متصف ہونا لازم ہے۔

و طالب علم مدارج علمیہ کو قابل الہدیان طریقہ سے طے کر چکا ہو وقت مطالعہ رکھتا ہو علم مغن کے ضروری مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہو معانی بیان کی کتاب میں پڑھ چکا ہو فلسفہ کی تعلیم پائی ہو ادب اسقہ و جاننا ہو کہ دوسری زبانوں سے عربی میں ترجمہ کر سکے فتنہ اور اصول کی مناسب استعداد حاصل ہو یا کسی عربی مدرسہ سے مثل مشایخ الشرائع - سلطان المدارس - جامع جوادہ بنارس کی اعلیٰ سند حاصل کر چکا ہو یا کسی یونیورسٹی کی سند کے ساتھ دینیات کی بھی تعلیم پائی ہو اور انگریزی میں کم از کم میٹرک کی ہی لیاقت رکھتا ہو یا اس امر کا اطمینان پرنسپل کو ملا دے کہ وہ ایک سال کے اندر میٹرک کی قابلیت انگریزی میں پیدا کر لے گا۔

جن حضرات کو اسلامیات کے بنسبت دنیاوی و دینی زیادہ محبوب ہو وہ حضرات درخواست کی زحمت نہ فرمائیں۔
خادم الطالبہ عدیل اختر

جنوبی سند ریاست حیدرآباد کا واحد قومی اخبار انتخاب ہفتہ وار

اس اخبار میں مذہبی مضامین و معلومات کے علاوہ ادبی تاریخی، اخلاقی، علمی، سیاسی اور ادبیات و معیاری نظم شائع ہوتے ہیں۔ خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر صفحہ ایک صفحہ فارسی مضامین و مقالے بھی شائع کیے جاتے ہیں اور متعدد خاص سالانہ بھی شائع ہوتے ہیں۔

یہ اخبار یکم رجب ۱۳۶۷ھ سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے چند سالانہ صرف (۱۵۰) نمونہ مفت

نیو اخبار انتخاب چھپتہ بازار حیدرآباد دکن

مرگ شباب

مولانا سید ظہیر حسن صاحب عطا باری مدرسہ واعظین کے ایک پر جوش واعظ تھے جن کی تبلیغ سے ضلع اکرہ اور مظفر نگر اور پنجاب وغیرہ اچھی طرح واقف ہے موصوف کو اسال کھنڈ میں عشرہ ہوا اور محرم کے بعد وطن نشریف نے ٹکے وہاں بخار اور پھیپھڑوں کی کڑوری میں مبتلا ہو گئے اور کئی مہینہ بیمار رہ کر اسہار پچ کو انتقال فرمایا، موصوف کی موت ایک قومی حادثہ اور مدرسہ واعظین کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے قابلیت علمی کے علاوہ زہد و ورع کے لحاظ سے بھی آپ کی ذات ممتاز تھی، عام مومنین اور موصوف کے شناسا طبقہ اہل ایمان سے امید ہے کہ سورہ فاتحہ سے روح کو شاد فرمائیں۔

ادارہ اہل اعجاز مرحوم کے قلمی خدمات کا خصوصیت سے مضمون ہے نیز ترویج اشاعت میں ممدوح نے وقتاً فوقتاً جو توجہ فرمائی وہ بھی کارکنان دفتر فراموش نہیں کر سکتے افسوس ہے کہ ہمارا ایک تابندہ چراغ قبل از وقت گل ہو گیا۔

مرحوم کے اعزاز میں مدرسہ نے ۹ اپریل کیتھہ کے دن ایک مجلس منعقد کی جس میں طلبہ اہل شہر شعراء اور علماء کرام تشریف لے گئے تھے ایضاً نواب کے لئے پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر مرحوم کے ذاتی اوصاف اور علمی کمالات بیان کیے گئے خداوند عالم مرحوم کے درجات بلند کرے اور صغیر بن بچوں کو طول عمر عطا فرما کر مرحوم کا صحیح قائم مقام قرار دے مرحوم کے پیانندگان سے مدرسہ کو ہر صدہ میں پھر دی ہے۔

جسٹریٹ
دروازہ

اکاج سید غلام حسین صاحب نقوی بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ کھنؤ :-
"میں اور میرے گھر کے تمام بچے ترکھلی میں مبتلا تھے اور متعدد ایک سال علاج

میں اور میرے گھر کے تمام بچے ترکھلی میں مبتلا تھے اور متعدد ایک سال علاج

کیا لیکن: درغذہ کی تین شیشیوں نے بالکل اچھا کر دیا،

سے استعمال میں ہے۔ اس کے لیے عین دل سے شکر کی ادائیں جاہوں

تمام لاعلاج اور پانی جلدی بیماریوں کے چھوٹے طبیسی لاپوری چھوٹے، خلائی چھوٹے (ترجمہ انگریزی)

سیرتِ نبی کا جوہر

از جناب ولی کمال خاں صاحب عارف ادیب ایم اے ریسرچ فیلو، لکھنؤ یونیورسٹی
سجائی کے حامیوں میں، انبیاء کا جو مقام ہے، رشیوں کا جو درجہ ہے، دسب پر روشن
ہو چکا ہے۔ ان کی زندگی سچائی اور عمل پاک کے لئے وقف ہو چکی تھی، اس راہ میں وہ صاحب
برداشت کرتے اور حق کی وصیت کرتے رہے، رفتہ رفتہ وہ اپنے مقصود کی طرف کامیاب
حوصلوں کے ساتھ بڑھے اور باطل قوتوں پر غلبہ پانے کی کوششیں کرنے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام
کو قارہن اور فرعون کی قوتوں پر بھی غلبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ محمد مصطفیٰ میں اللہ کی شریعت
غالب آگئی۔ اس طویل تاریخ پر نظر کرو تو معلوم ہو گا کہ اللہ کی راہ میں جابر عامر بہت اہمیت
رکھتے ہیں (۱) ایمان (۲) عمل صالح (۳) توصیہ حق (۴) توصیہ صبر۔ کامیابی کا راز یہی ہے کہ
آدمیت ان باتوں کو قبول کر لے

حضرت رسول کریم کی زندگی ایمان سے معمور تھی۔ وہ اللہ اور آخرت پر گہرا عقیدہ رکھتے تھے
اس دنیا کی تمام قدروں اور ~~.....~~ کو وہ آخرت کے معیار سے جانچتے تھے اور پرکھتے
تھے ان کی زندگی ایمان کا پہاڑ معلوم ہوتی تھی جہاں سے عرشِ عظم کی جھلکیاں دکھائی جاسکتی تھیں
وہ گہرا یقین رکھتے تھے کہ یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور آخرت میں اللہ کے رد و جواب دنیا ہے
توحیدان کی نگاہ میں زندگی اور کائنات کی پہلی اور آخری سچائی تھی، اس سچائی کو غالب کرنے
کے لئے وہ عمل کے میدان میں آگئے اور اپنے پاک اعمال سے بتایا کہ وہ صادق اور پاکباز ہیں۔ انھوں
نے زندگی کو اپنے اعمال سے ایک نئے رنگ میں آراستہ کیا، راہ میں دشواریاں تھیں، حق کی اشاعت
کے لئے صبر کرتے رہے یہاں تک کہ کامیاب ہو گئے اور ایک نئی سوسائٹی ظہور میں آگئی اس سوسائٹی
کا مرکز پیام، یہی توحید تھی جو قرآن میں چاند اور سورج سے کہیں زیادہ روشن ہے۔

قرآن حکیم نے سورہ العصر میں، عصر و زمان کی قسم کھائی ہے کہ کل انسان خسارہ میں ہیں
سوائے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے اور حق کی اشاعت کی جیسے کوئی
وصیت کرے اور راہ حق میں صبر کرتے رہے۔ کل انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا جوہر اس
قرآنی سورہ میں بند ہے اور اس جوہر کی بہترین تاریخی تابندگی حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ علیہم السلام

کی زندگی میں نمایاں ہے ان کا ایمان اس درجہ محکم تھا کہ وہ اپنی ذات سے پہاڑ بن گئے، کوئی لالچ اور خوف ان کو ہلانہ سکا، وہ نیک اعمال کا ایک ایسا نمونہ تھے جن کی کوئی نظیر نہیں۔

تاریخی روشنی میں حضرت محمد مصطفیٰ کی زندگی کا ایک ایک خال و خط جس خوبصورتی سے نمایاں ہے، اس کی کوئی دوسری مثال ملتی ہی نہیں۔ صبح سے شام تک، شام سے صبح تک حضرت محمد کیا کرتے تھے، اور ان کے اعمال کے مشاغل کیا تھے؟ اور ان کے طرز زندگی کے ضابطے کیا تھے ان سب سوالوں کے جوابات آپ کو محمد کے تاریخی دفاع میں مل جاتے ہیں یہ دفاتر معاویہ اور روایات کا وہ سرمایہ ہے جو رسول کریم کی وفات کے کئی قرون بعد فراہم ہو سکا ہے عام طور پر بنی امیہ اور بنی عباس کے دامن حکومت میں فراہم ہونے والے سرمایہ کی طرت عام مسلمانوں کی نگاہیں اٹھتی رہیں چنانچہ حضرت امام مالک کی موطا سے لیکر بخاری اور مسلم ترمذی اور آؤد و نسائی تک جو سرمایہ جمع ہوا وہ عام مسلمانوں کے لئے ایک قطعی معیار بن گیا۔ میں مسلمانوں کو متورہ دین لگا کہ وہ اس سرمایہ کے پہلو پہلو احادیث کے اس سرمایہ کی طرت بھی متوجہ ہوں جو محبان علی کے دامن میں فراہم کیا گیا۔

میری مراد اصول کافی کلینی اور بحار الانوار وغیرہ سے ہے حضرت رسول کریم کی زندگی کی کوئی تصویر مکمل ہو ہی نہیں سکتی مگر دونوں سراہوں پر تاریخی اور تحقیقی بے تعلقی کے ساتھ خلوص کی نگاہوں نے اپنی جانفشانی کا باضابطہ مندرجہ نہیں کر لیں ہیں۔

اہل سنت کے احادیث کا سرمایہ آپ کو اس مقام پر پہنچا کر دیتا ہے کہ حضرت بنی کریم کے بانی کی زندگی کے آئین کے ناشرین نے حکومت کو اپنی زندگی کا مقصود بنالیا چنانچہ سیاسیات میں اچھے اور اسلامی معاشرت پر امیر معاویہ کے زمانہ سے اسلامی آئین کا غلبہ ایک حد تک اٹھ گیا اس کے برخلاف محبان علی کے دامن میں فراہم ہونے والا سرمایہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت رسول کریم کی زندگی کے بعد ان کے حقیقی نام لینے والے آخرت ہی کو زندگی کی آخری منزل سمجھتے رہے اور دنیا میں اہل ایمان اور اہل نفاق سے برتنے کا ایک سلوب سکھائے اس طرح ذہن پر رسول کریم کی زندگی کا مقصد واضح نہیں ہوتا جب خوب گہرے جاؤ تو معلوم ہو گا اسلام کا مزاج اخلاقی اور روحانی ہے وہ آخرت کا حامی ہے، مادی زندگی کو آخرت کے معیار سے منوا دینا چاہتا ہے حکومت اس کی تقریریں نیک اعمال کا ایک نمونہ ہے۔ لیکن حکومت عین نزل نہیں ہے جنہوں نے اس کو منزل سمجھا، وہ آخرت تک کامیاب نہ ہو سکے اس دنیا میں جو ناکامیاب ہے ضروری نہیں کہ وہ آخرت میں بھی ناکام ہو بہت ممکن ہے کہ اس عالم کی ناکامی آخرت کے لئے دلیل صادق بن جائے۔

چنانچہ علیؑ کے جانشینوں کی زندگی اس امر کو خوب نمایاں کر گئی ہے کہ آخرت کے مسافر اس دنیا کو عارضی مابے قیام سے زیادہ بگاہند۔ جیتے تہذبات حسن و حسین اور حضرت زین العابدینؑ کی پاک زندگی ہیں حقیقت کو روشن کرتی ہے۔

حضرت محمدؐ کی مقدس زندگی کو سمجھنے میں جو غلط فہمیاں ہوئی ہیں اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان نے ان کے وارثوں کو جس رنگ میں پیش کیا وہ اہل علم میں غلط فہمی ہی پیدا کر سکتا تھا۔ مثلاً ہم مسلمانوں نے صحابی کا مفہوم یہ قرار دیا کہ رسولؐ کی صحبت میں بیٹھنے والا صحابی ہے۔ اور ہر صحابی واجب تعظیم قرار دیا یا اس طرح ابوسفیان اور امیر معاویہ بھی رسولؐ کے صحابی قرار پائے ان کی جنگ حضرت علیؑ سے اسلامی جنگ قرار دی گئی۔

ان کی داغ و باز زندگی کو جھوٹی اسلامیت کے نام سے پوشیدہ کر دیا گیا۔ حالانکہ حضرت عائشہؓ کی وفات کا موجب امیر معاویہؓ ہیں حضرت علیؑ کی شہادت کی تحریک امیر معاویہؓ سے ہوئی امام حسنؑ کو زہر امیر معاویہؓ نے دلوایا معاویہؓ کے خلاف یہ یکوہارث بنایا سب علیؑ کو داخل عبادت کر دیا۔ جب یورپ اور امریکہ کے مشکوک مورخ رسولؐ کے صحابیوں کو جنگ زماں اور خاندانی خود غرضیوں میں مبتلا دیکھتے ہیں تو ان کا شک یقین کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیم سیاسی تحریک تھی جو اللہ کا نام لے کر غالب آگئی درندہ کوئی روحانی پیام لیکر نہیں۔

جب رسول کریمؐ حضرت علیؑ اور ان کے جانشینوں کی پاک زندگی پر نظر کرتے ہیں تو اسلام کی باطنی خوبیاں اور زیادہ نمایاں ہونے لگتی ہیں۔ ہم کو یہ تعلیم ملتی ہے کہ حق تجھ والی قوت اور رہنے والی سبائی ہے تو یہ ان تاریخی واقعات سے حق کی اہمیت روشن ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ ۹۲ برس تک حضرت علیؑ پر سب دشتم کے بعد بھی، علیؑ کا چہرہ روشن ہے اور آل ابوسفیان کا رویہ دتیرہ دتار۔

ہم میں یقین کا تاریخی درن پیدا ہوتا ہے کہ بے شک کل انسان خارہ میں ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اور حق کی اشاعت کی راہ حق میں مصائب برداشت کئے ہر ایمان کے لئے مصائب کی آزمائش ہوتی ہے کوئی نہیں جو اس سے بچ سکے۔ رسولؐ بھی اس راہ میں آزمائے گئے اور جب وہ خالص ایمان والے قرار پائے تو ان کو غلبہ عطا کیا گیا۔

اسی کی طرف قرآن میں بار بار اشارہ ہے کہ تم ہی غالب ہو گے اگر مومنین میں سے ہو ایمان کی دولت بڑی ہے جو قوم اس دوست سے معمور ہے اس کا نذیب یقینی ہے، بہترین غلبہ وہ ہے جو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر ہو، حضرت رسول کریم کا قبلہ اخلاقی اور روحانی تھا۔

ان کی سیرت کا مزاج بھی اخلاقی ہے۔ اور اخلاقی سے کئی ہزار گنا روحانی۔ اسی لئے اسلام نے زندگی کی اخلاقی اور روحانی قدروں پر توجہ زیادہ کی۔ جو حضرات مسلمانوں کی سیاسی فتح مندوں پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ رسول کی سیرت کو سمجھ نہیں سکے در نہ وہ کچھ اور ہی کہتے ہوتے۔ غلط راہوں پر چل کے غلط نتائج نکلتا ایک فرد ری مندرجہ عمل ہے عام طور پر مسلمان حکومت قومی کی عدم موجودگی میں اسلام کی بقا سے مایوس ہو جایا کرتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جن کو دنیا و دین کی اور دنیا کو دین کے ماتحت نہ کر سکے تھے بلکہ۔ اہل بیت اور خاندان رسالت کے دامن میں قرآن اور محمد کی تشریح کرنے سے، اسلام کی حقیقی روح بھی ہو سکتی ہے وہ روح یہ ہے:-

(۱) شک اور سبائی سے انکار، موت کا سبب ہے، ایمان سے زندگی ہے زندگی آخرت کے لئے ہے کیونکہ تخلیق کا منشا رہی ہے جو اس منشا کو پورا نہیں کرتا وہ ہلاکت کے سامان مہیا کرتا ہے۔

(۲) دلدل سے کھدک، جو وقفہ ہے وہ آخرت کا کشتزار ہے ہماری جوانی کی ارادی

قوت اس کھیتی کے ہر کرنے میں بڑی مددگار ہو سکتی ہے انسانی ارادہ پر رب کا غلبہ ہر حال میں ہے اس لئے ارادہ دعوائم ٹوٹ بھی سکتے ہیں تاہم نجات ایمان سے ممکن ہے ایمان اس نور کا

جو ہماری تخلیق میں فطرت بن کے مقرر ہے۔ اس نور کا لامحدود دروب خدا ہے اور محدود دروب رسالت۔ رسالت شان بندگی ہے اور اسی لئے عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتی ہے نور کی عبدیت کا سلسلہ دوازہ ہے وہ حضرت آدم سے محمد تک کئی لاکھ شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔

محمدؐ اس نور کا بہترین مظہر ہیں اس نور کے حامل حضرت علیؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ بھی تھے تاریخ و شہنشاہی میں رہاں کوئی داغ بالکل نہیں۔

حضرت محمدؐ ایک ایسا تاریخی نور ہیں جن سے صد ہا انسانوں نے خود ان کی زندگی میں فیض اٹھایا اور روشنی بن گئے وہ اپنی اپنی صلاحیت اور فطرت کے مطابق نیکی اور عمل کی طرف بڑھتے رہے ان کو ہم اور دشمنی کرئی ڈین (گمراہی و گمراہی) تو مان نہیں سکتے لیکن ان کے صفات کی قدر دانی کر سکتے ہیں کیونکہ ان میں صد ہا ایسی خوبیاں مقیم ہیں جو آج کل بہتر سے بہتر لوگوں

میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ حضرات علی حسن اور حسین کی ذات میں اک اور خیر (لحمہ عامہ و) بن گئی۔ وہ آمیزش کی ایک عملی صورت ہے اسی لئے ان کا درجہ کل فیض یا فکھان رسول سے قطعی طور پر بلند ہے۔ وہ حضرات سورہ فاطر کی تشریح کرتے تھے زبان سے نہیں اپنے عمل سے۔ وہ بولتے ہوئے فرماتے تھے ان کی زندگی سے حضرت رسول کریم کی اخلاقی اور روحانی خوبیاں اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ایک ایسا دینی سماج قائم ہو جو رسول کریم کی تعلیم کو تاریخی روشنی میں جانچے۔ علیؑ اور اک علیؑ کے دامن میں ان تمام اقوال اور اعمال کا جائزہ لے جو حضرت نبی کریم سے متعلق سمجھے جاتے ہیں اسلام کے اندرونی اختلافات کو تاریخ کی روشنی میں دور کرے جو حضرات اس خیال سے غلط فہمی رکھتے ہوں وہ بہ ذیل پر اپنی رائے سے مجھے آگاہی بخشیں۔ میں ان کے خیالات و افکار کو بغور بہرہ دہی سے سننے اور پرستش کے لئے تیار ہوں

نیاز مند

دلی کمال خاں ایم اے ریسرچ فیلو
کمال نرسری لیج آیاد کلکتہ

حوالہ آخری

مدرسہ کے ایک محترم و مقتدر سرپرست نے اپنی علم فوری سے حکم دیا تھا کہ اولا غلطی میں کچھ مختصر دعائیں بھی شائع ہوتی رہیں تاچیز مدیر نے مثلاً اس تعیل کی اور سال گذشتہ کے نمبروں میں اس برکت آفریں سلسلہ کو جاری رکھا اور مجھے علم ہے کہ قارئین اولا غلطی نے اس اقدام کو بڑے استحسان کی نگاہ سے دیکھا اور بعض اوجیہ نے بعض لاعلاج مریضوں کو شفاء کامل عطا فرمائی محرم نمبر اور بعض کے پرچہ، پھر رسول نمبر نے اس سلسلہ کو ردک دیا تھا جس کا ہم کو دلی افسوس ہے لہذا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع کا احیاء اس طرح کیا جائے کہ صرف وہ دعائیں ضیافت طبع کے لئے درج ہوں جنکو علمائے سلف سے آج تک کسی نے یکجا نہیں کیا تاکہ اولا غلط کامیاب صحافت بھی بلند ہو اور قوم کو لازوال فائدہ پہنچے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی دعائیں ہیں جو مدین نہیں ہوئیں اوجیہ سرقد سیر، صحیفہ علویہ و صحیفہ تائید سب کچھ موجود ہے اسلاف نے کیا چھوڑا ہے جبر عرصہ حاضر کے لوگ تلم اعظمی اچھی بہت بچہ باقی ہے اگر انسان خدمت دین کرتا رہے تو دست سطاوع اس کو نئی نئی ضرورتوں کے

کے احساس پر دعوت دی گئی ہم دیکھتے ہیں کہ دین میں اضمحلال اور جذبہ مذہب کے رفتہ رفتہ فنا ہونے کے بعد بھی مذہبیات کی طرف قوم کا میلان طبع باقی ہے شیعی دنیا کے طول و عرض میں سو گرنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی ہے کہ قوم کے افراد اہل علم سے زیادہ تر رند گار میں ترقی کے لئے دعا طلب کرتے ہیں یا ادروسی کا نام بوجھتے ہیں کہ بند خزانوں کے در کھل جائیں اور نوجوان جب کے عمل دریافت کرتے ہیں کبھی مقدمہ میں کامیابی کے لئے قویذ مانگتے ہیں مرض سے صحت اور اولاد حاصل کرنے کے لئے بھی طالب دعا ہوتے ہیں مگر میں نے کبھی اس سلسلے سے کچھ اوپر عمر ہونے کے بعد ایک بھی ایسا شخص نہ پایا جس نے پوچھا ہو کہ ہم کو ایسی دعا چاہئے جس سے خاتمہ بخیر ہو جائے جان کنی کی تکلیف آسان ہو، قبر کی تاریکی میں مدوئے روزمانہ گیا جب اہل علم کے پاس مسائل آتے تھے ان کے سامنے اپنی علمی فردوسوں کو استغنا کے نام سے پیش کرتے تھے فتوے حاصل کرتے تھے اب اگر کوئی پوچھتا ہے تو مدھلی جھٹی، کسی روزانہ اخبار میں شائع کر کے۔ مزدت ہے کہ اس ادیت کے دہ میں جو کچھ کہتا ہے ہم خود کہیں شاید کوئی سنے وہ ہو ممکن ہے کہیں عمل ہو جائے ہو سکتا ہے کہ کسی کو فائدہ پہنچے لہذا میرا دل چاہتا ہے کہ کتب دعائیں اکابر علماء شیعہ کی تالیفات سے زکمر صرف ان دعاؤں کو جمع کروں جو ہماری ثانوی حیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ طالبان آخرت کے لئے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ ذخیرہ اکیر ثابت ہو گا اور خدا نے توفیق دی تو حسب ذیل دعائیں سلسلہ وار جمع کرنے کا ارادہ ہے۔

(۱) ایمان میں کمال اور خاتمہ بخیر ہونے کی دعائیں (۲) فتنہ و جال سے تحفظ کے لایعصوم کی تعلیم کی ہوئی دعائیں (۳) سکوت میں تخفیف کیونکر ہو (۴) ملک الموت سے سفارش (۵) انگریزوں کی آمد پر بیت کا سوال و جواب میں کامیاب ہونا (۶) فشار قبر (۷) عذاب قبر (۸) قبر میں روشنی (۹) جہنم میت کا کپڑے بڑھانے سے محفوظ رہنا (۱۰) انکہ معصومین کے ساتھ حشر (۱۱) سواری پر میدان حشر میں آنا (۱۲) بروز قیامت چہرہ پر آثار اطمینان (۱۳) نامہ عمل (۱۴) حساب (۱۵) صراط (۱۶) میزان (۱۷) تشنگی محشر سے بچت (۱۸) میدان حشر میں دسترخوان (۱۹) سد نجات کی حصول یابی (۲۰) شفاعت کی حیثیت حاصل کرنا۔

میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ ہر عنوان کا استیعاب ہو گا صرف ایک خاکہ پیش کرنا اور ان دعاؤں کو نقل کرنا ہے۔ جو خود ساختہ کتب دعا مثلاً ترک حیوانات اور جملہ کشتی کی بند و بند سے آزاد ہیں تو ہی اور اعتقاد کامل کی بے ضرورت ہے۔

خاتمہ بخیر پڑھنا ایک مومن کے لئے سب سے بڑی خدمت اس بات کی ہے کہ اس کا انجام بخیر ہو۔ آثار کا دائرہ ایمان میں ہونا نجات کے لئے کافی نہیں ہے جب تک زندگی کی آخری گھڑی میں وہ مومن رہ کر دنیا سے نہ اٹھے شیطان کی ابتدا کس قدر امید افزا اور عمیر العقول غی مگر مال بخیر نہ ہونے سے ساری عمر کی عبادت اکارت ہو گئی ضمنی حیثیت سے بکثرت دعاؤں میں خاتمہ بخیر پڑھنے کی دعائیں ہیں صحیفہ کاملہ میں اس مقصد کے لئے اعلیٰ درجہ ایک دعا ہے جو اس سلسلہ کی پہلی دعا ہے جسکو عبادت کے شوقین اصحاب پڑھ سکتے ہیں اس تالیف میں ہم بعض دعاؤں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(۱) دعائے صباح جو امیر المؤمنین کا کلام ہے اور اس کی ابتدا اس فقرے سے ہے :-
يَا مَنِّي دَلَعِ لِسَانُ الصَّبَاحِ يَنْطَلِقُ بِحَمْدِكَ اَسَدُ دَعَا كَيْ اَسَادِمْ اَيْبَ كَوْنِي لَكَ اَمَّا جَوْشَنُ
روزانہ صبح کو یہ دعا پڑھنا ہے وہ دنیا سے با ایمان جائے گا۔ دعا تحفہ احمدیہ اور دیگر کتابوں میں موجود ہے بخوف طول نقل نہیں کی۔

(۲) جو شخص سورہ حاقہ روزانہ پڑھا کرے تو اس کا ایمان مرتے وقت تک نہیں جاتا یہ سورہ بہت طولانی نہیں ہے انتیسویں پارہ میں ہے اور تقریباً (۵۲) آیتوں پر مشتمل ہے یہ سورہ حضرت امیر المؤمنین اور حاکم شام معاویہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

(۳) محمد بن سلیمان دہلی نے خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں عرض کیا کہ مجھے ایسی کوئی دعا تعلیم کیجیے کہ جب میں اسکو پڑھوں تو ایمان میرا کامل ہو جائے اور قوت ایمان مجھے زائل نہ ہو حضرت نے فرمایا کہ بعد ہر نماز واجب یہ دعا پڑھو۔

رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْاِسْلَامِ
دِينًا وَبِالْقُرْآنِ كِتَابًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِعَلِيِّ وَآلِهِ اِمَامًا
وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ
وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَمُحَمَّدِ
بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ
صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَبْنَاءُ اللهِ اِنِّي رَضِيتُ بِهِمْ اَيُّمَةً نَارِضِينَ
لَهُمْ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ
نَبْذِرُهُ مِمَّنْ تَرَاهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ وَابْتَغُوا

ازواجِ نبی

مؤلفہ

آغا عہدی لکھنوی
مدیر الواعظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَبَبُ تَالِيفِ

۲ جون ۱۳۴۰ء کو فخر ملت حاجی ذوالرحناں محمد جعفر صاحب خیر لیت دیو جی دام اقبالہ نے مباحہ دملک ازرقائے بعض ازواج نبی کے نام لیکر استفعا کیا تھا کہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ بیوں نکاح کیا ممدوح کی ذات والا صفات سے قوم میں کون نہیں واقف، میری نظریں اس استفعا کا نام اس احترام اور انا دای جنیت تھی اس لئے قلم اٹھایا اور بعض علل و اسباب عقلی و نقلی حوالہ قلم کئے اور ممدوح کو جواب سے مطلع کیا۔

اس کے ساتھ مجھے محسوس ہوا کہ اس وقت جو کچھ لکھا تھا وہ تشذیب تفصیل ہے لہذا سوال کی اہمیت مقتضی ہوئی کہ مسئلہ کے ہر پہلو پر تبصرہ ہو اور سلسلہ کلام میں اور دانداج، امہات امہ، سورہ تحریم کے حقائق بھی اسلام کی معتبر کتابوں سے منظر عام پر آجائیں

مقصد نیک تھا تو خدا نے توفیق شامل حال فرمائی اور میں نے حتی الوسع مکمل بحث کے بعد قلم روکا یہ ملحوظ خاطر ہے کہ جو کچھ میں نے نذر قلم کیا ہے وہ سب حاجی صاحب کی مبارک تحریک کا اثر ہے اور حدیث معصوم الدال کفاعلہ نے خدمت دین کے اجر و ثواب کا رخ محرک کی طرف پھیر دیا ہے بیشک جو کسی امر خیر کی طرف دعوت دینے والا ہوتا ہے وہ نگاہ قدرت میں مثل کام کرنے والے کے

مستحق جزا ہے اللھم تقبل منّا انک انت السميع العلیہ۔

مؤلف

(نقیر باب الہیت) آغا محمد علی لکھنوی

ما قولکم مد ظلکم

جناب ختمی مرتبت صلعم نے ام المؤمنین بی بی عائشہ اور حفصہ کے ساتھ کیوں شادی کی حالانکہ ان سے بخوبی واقف تھے ازدواج کا معاملہ معمولی نہیں ہے بعد تقصص کے طے پاتا ہے معمولی شخص بھی بعد واقفیت ایسے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتا چوائیکہ رسول، اس میں کوئی مصلحت تھی جو قابل قبول عوام بھی ہو اور مسکت جواب بھی ہو میں نے چند علماء سے اسے دریافت کیا جواب نہ پایا آپ ضرور ارشاد فرمائیں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حررہ احقر

محمد جعفر شریف دیوبند
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجواب باللہ التوفیق

ازدواج نبی کے موضوع پر قلم فرمائی مختلف لوگ کر چکے ہیں مگر اس وقت تک کوئی ایسی حقیقت دنیا کے مہمان نہیں آئی جو علوم اہلبیت کی علمبردار اور حق و انصاف کی حمایت کرے اس بحث میں کسی نے اکثریت میں جذب ہو کر حکوت اور صفت کا حق نہ تھا اسکی تعریف کے بل باوجود دیے کوئی مخالفین کی گوراناہ تقلید میں صاحب فضل و شرف خواتین کے بھی دامن پر دھبہ لگانے کو تیار ہو گیا افراط و تفریط کے جذور و ملکود یکسر عرصہ سے میرا خیال تھا کہ اس وادی میں قدم رکھوں اور مسئلہ کو یوں طے کر دوں کہ دیگر انبیاء و مرسلین کے ازدواج کے بارے میں جو شبہات صفحہ تاریخ پر آگئے ہیں وہ بھی دور ہو جائیں اور ازدواج انبیاء میں جو قابل احترام سہتیاں ہیں ان کا بھی ضمنی تعارف ہو جائے۔ جس طرح قابیل اور برادران یوسف کے کرد و تے نے اخوت کو بدنام کر دیا اسی طرح حضرت نوح کی بی بی اور جناب لوط کی رفیقہ حیات نے زوجیت کا کوئی وزن باقی نہیں رکھا لیکن ضروری نہیں ہے کہ دنیا میں سب برے ہی آباد ہوں ہمیشہ اخترا میں اختیار کی معتد بہتیاں نظر آتی ہیں بڑی تعداد میں نہ سنی اقلیت ہی میں سنی مگر کارگاہ ہستی نیک اور مخلص بندوں سے کبھی خالی نہیں رہی اور نہ آئندہ صفحہ ہستی ایسے نفوس کے ذکر سے سادہ ہوگا قرآن مجید کی یہ آواز نہ رائے ہے کہ وہ شخصیت سے محروم ہونے کا سبق نہیں دیتا اور نبی یا سببی رشتہ کو سبب عورت نہیں قرار دیتا بلکہ عمل کو معیار کمال قرار دیتا ہے اس سے اس نے اپنے الہامی کلام میں اندرونی حالات کی نقشہ کشی کی ہے اور گھریلو زندگی کو

برسر ہدایت کے لفظِ ظُمر عام پر پیش کیا ہے قرآن حکیم اگر ان واقعات کو نہ ابھارتا تو حضرت نوح کی شرمیک زندگی اور جنابِ لوط کی بی بی کی ذہنیت سے باخبر ہونے کا کوئی ذریعہ نہ تھا قرآن مجید ان واقعات کو ضبطِ تحریر میں لاتا ہے۔ زوجہ نوح و لوط کے بائے میں ہے۔

ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرأة نوح وامرأة لوط کانتا تحت عبيدین من عبادنا صالحین فخانتاهما فلم یغنیاعنهما من اللہ شیئاً وقیل ادخلوا النار مع الذّٰخِلین (سورہ تحریم پٹ)

خدا نے کافروں کی عبرت کے لئے نوح و لوط کی بیبیوں کی نسل بیان کی ہے کہ یہ دونوں جائے نیک بندوں کے تصرف میں تھیں دونوں نے اپنے شوہروں سے دعا کی تو رشتہ زوجیت اُن کے کام نہ آیا ان سے کہا جائے گا کہ تم دونوں جہنم میں پہنچنے والوں کے ساتھ داخل ہو۔ اس زلزلہ افکن آیت سے حسب ذیل امور ثابت ہیں۔

- (۱) نبی و رسول کی بی بی کے لئے ضرر نہیں ہے کہ وہ زبور ایمان سے آراستہ ہو۔
- (۲) ہر دو محترم نبی کی بیبیوں کا رویہ کفار کے لئے ایک، نہ بامثل قرار پارہا ہے۔
- (۳) ان کی خیانت پر نظر قدرت نے پردہ نہیں ڈالا بلکہ قرآن میں خلعت بقاعطا کیا ہے۔
- (۴) نبی کے رشتہ زوجیت سے اُن کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ فلم یغنیاعنهما من اللہ شیئاً۔

(۵) ان کے آتش جہنم میں داخلہ کا اعلان عام ہے قیل ادخلوا النار مع الذّٰخِلین۔ ان چیزوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ ہوتا ہے کہ عصرِ نوح و لوط کے بعد مستقبل میں کسی نبی کی بی بی اُٹھتا شہاد اور پیکرِ خیر نہ ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے اور دنیا اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ازواجِ انبیاء ہمشہ قابلِ احترام ہوتی ہیں جس طرح عام لوگوں میں کچھ اچھے اور کچھ بُرے ہوتے ہیں اسی طرح انبیاءِ کرام کی بیبیاں بھی ہیں ان دو مخصوص خواتین کی خیانت پر ہم آئندہ اپنے محل پر تبصہ کریں گے۔

زوجہ آدم حضرت ابو البشر صغی خدا آدم علی نبینا واکہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفیقہ حیات کا نام "حواء" ہے اور نوعِ انسان کی ماں وہی خاتون ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بڑے شاندار الفاظ میں ہے۔

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة وکلامنہا رغداً حیث شئتما لے آدم تم اپنی بی بی سمیت بہشت میں رہو اور اس میں سے جہاں تمہارا حی چاہے کھاؤ (بیو) حضرت حوا کی خلقت میں

ان کو حوا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک زندہ سے پیدا کی گئیں خدا نے ان کو حجاب آدم کی پسلی سے پیدا کیا۔

(۱) قدرت کا عجز ہو کہ وہ تخلیق آدم کے بعد دوسری مخلوق کو اسی سے پیدا کرے جو قادر مطلق مختلف مزاج کے اجزا کو دست و گریباں کر کے جامہ انسانیت میں لایا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دوسرے پیکر خاک مرتب کرے اور اس کو بی بی قرار دے (۲) آدم و حوا میں جزو جسم ہونے کے لحاظ سے

ایک ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ پھر آدم کے ازدواجی تعلقات ان سے ناروا ہو جاتے ہیں اور اگر اس کو جائز سمجھا جائے تو پھر ہاں بیٹے اور باپ بیٹی کی شادی میں کوئی امر مانع نہ ہوگا حالانکہ اس پر یہ کوئی انسان تیار نہیں ہے حضرت آدم ایک تو خود معصوم حیثیت تھے دوسرے جناب محمد مصطفیٰ صلعم کے مورث اعلیٰ ہونیکے لحاظ سے بھی ان کے دامن پر یہ بدغادر اغ بھونچ نہیں سکتا۔ (۳) انسانیت کی خشتِ اہل جب اخلاقی حیثیت سے کچھ واقع ہو جائے تو پھر سارا تیزی قہر سرگوں ہو جائے گا اور طہارتِ نسبی و سببی کا معیار بُری طرح ٹوٹ جائے گا۔

بہر حقیقت امر کیا ہے اس کو حدیث زرارہ میں صادق آل محمد نے واضح کیا ہے ان کے رد پر دینی مسئلہ پیش ہوا اور کہا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں حوا کو خدا نے آدم کے پہلو سے چبپ پیدا کیا ہے فرمایا کہ کونسا امر ان اقوال کے بیان کرنے کا باعث ہے خدا ہمارے اور اس خیال کے لوگوں کے مابین حکم کرے یہ الفاظ جبین امانت پر شکن کا پتہ دیتے ہیں اور اظہار افسوس کی تصویر میں جب کو پیش کر کے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے آدم کو خاک سے پیدا کیا اور فرشتوں کو اُن کے سجدہ کا حکم دیا تو نیند کو ان پر غالب کیا (آدم سو گئے تو) از سر نو ان کے لئے ایک مخلوق کو پیدا کیا اور پائین جاگا۔ یہی جیسے آدم سو گئے تو حوا کو اپنے سامنے دیکھا (درجہ اُردو حیات القلوب ص ۷۷ جلد اول الانبیاء دوم بطبع دار الفکر لاہور)۔

اللهم صل على أمتنا محمدًا وارض اللهم عن المصطفى والمصابرين

عن الالس المعروف ببيت جمال القدر

خداوند رحمت نازل کر سہاری ماں حوا پر جو ہر نجاست سے پاک کی ہوئی تھیں ان کا دامن عزت ہر دہیہ سے صاف اور وہ انسانوں میں فاضل تر تھیں وہ منزل قدس کی راہرہ تھیں۔

(زاد المعاد اعمال ۵ ارجب)

یہ عبارت حضرت آدم کی بی بی کے عصمت و طہارت کے اثبات میں وہ اقوالہ علمیہ ہیں جس سے عام طور پر افراد ملت واقف نہیں ہیں

ایک شبہ اور اس کا جواب قرآن مجید میں ہے خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجھا الیسکن الیھا (پک ۱۲۷) (خدا نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور فرار دیا اس سے ان کی بی بی کو تاکہ اس کے ساتھ رہے۔ تفسیر میں ہے۔ الضمیر فی منها الیس عائد علی نفس بل هو عائد علی الطینۃ الھی فصلت عن طینۃ آدم و خلقت منها حواء ای انها خلقت مما خلق منه آدم (تفسیر بحر محیط ص ۲۵ ج ۲)

در منها کی ضمیر نفس کی طرف نہیں بھرتی بلکہ اس کی بی بی کی طرف بھرتی ہے جو خلقت آدم کے بعد باقی رہی تھی اور اس سے خلقت حوا ہوئی یعنی جس خیر سے آدم کی خلقت ہوئی تھی اسی سے حوا پیدا ہوئیں۔

زوجہ حضرت شیش اولاد آدم میں ان کے صاحب ترین فرزند حضرت ہابیل ظالم بھائی کے ہاتھ سے قتل ہو گئے اور نسل آدم ان کے دوسرے فرزند شیش سے قائم ہوئی جن کا نام ربیبہ اللہ بخشش خدا تھا اس نسل کا بقاء بھی حفظ نسب کے لحاظ سے مشکل تھا کیوں؟ اسلئے کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرزند ان آدم کا عقد کس کے ساتھ ہوا بہن بھائی کا رشتہ نکاح قبیح ہے اور نسل نبوت میں ایسی کمزوری قابل نفرت ہے مورخ طبری اس ناپاک دہیہ کو دامن تنزیب انبیاء پر ڈالنے میں غور نہیں کرتا ان ہابیل صلب ان ینکح اخت قابیل خانی علیہ (تاریخ الامم والملوک ج ۱ ص ۶) ہابیل (پناہ بخدا) چاہتے یہ تھے کہ قابیل کی بہن کے ساتھ عقد کریں اس نے انکار کیا اسلئے یہ قتل واقع ہوا مگر حقیقت امر یہ ہے کہ حضرت آدم نے ہابیل کو اپنا خلیفہ بنانا چاہا تھا اور قابیل چاہتا تھا کہ خلافت مجھ کو ملے اس حد میں بھائی کو قتل کر دیا قتل ہابیل کو شادی بیاہ سے کوئی تعلق نہ تھا بھڑکیا ہوا؟

ائمہ اہلبیت کے زہریں اقوال میں اس کا بھی حل موجود ہے امام جعفر صادق کا قول موجود ہے کہ خداوند عالم نے فرزند ان آدم میں ایک بھائی کے لئے جہنم مسخر کی اور وہ ان کے عقد میں آئی اور دوسرے کے لئے بہشت

جو بھی غرض اولاد آدم کی (اس غیر جنس سے جب نس بڑھی تو دونوں بھائیوں کی اولاد چچا زاد بھائی
 بہن قرار پائیں ان میں آپس میں شادیاں ہوئیں انسان میں حسن و رشتہ اس مور کا ہے اور غصہ جلیہ
 کے سبب ہے (عراس النجاس قبلہ ص ۲)

زوجہ نوح آگے کے بیان میں تم کو معلوم ہو گا کہ نوح کی بی بی فرماں بردار نہ تھی قرآن مجید نے
 اسکی خیانت کا ذکر کیا ہے اور تفسیر میں ہے کہ جب حضرت نوح لوگوں کو ہدایت کرتے مجھے تو یہ بدعت
 قوم سے کہتی تھی کہ نوح تو دیوانہ ہیں میں ان کے پاس برابر رہتی ہوں اور مجھے ان کی حالت مزاج
 خوب معلوم ہے اس کا نام داعلہ تھا قرآن مجید نے اعلان کیا ہے کہ حضرت نوح کی رسالت اس کے
 کام نہ آئی اور وہ مستحقین جہنم کے ساتھ داخل دوزخ ہو گئی زرخشری نے تفسیر میں لکھا ہے ۔

لما نافتنا و خاننا الرسولین لم تغن الرسولکان عنہما بحق ما بینہما من
 و صلۃ الزواج اغتناء من عذاب اللہ (تفسیر کثافات ص ۱۷)

جب زوجہ نوح نے نفاق پر کمر باندھی اور خیانتیں کرنا شروع کیں تو دونوں پیغمبران کے
 کچھ بھی کام نہ آئے اور زوجیت کا رشتہ عذاب سے بچانہ سکا ۔

(نوٹ) داعلہ طوفان میں غرق ہو گئی اور جس بی بی سے حضرت نوح کی نسل بڑھی وہ خوش
 کردار تھی جناب رسول خدا صلعم اسی کی نسل سے تھے ۔

حضرت آسیہ جن کی آغوش میں آسیہ اگرچہ کسی نبی کی زوجہ اور رسول کی حقیقی ماں نہ تھیں
 لیکن چونکہ ان کی گود میں موسیٰ بن عمران کی پرورش
کلیم اللہ کی تربیت ہوئی ہونے والی تھی اسلئے رب العزت نے ان کو اپنے دشمن

اور ہمسری کا دعویٰ کرنے والے فرعون کے گھر میں رکھا تھا تاکہ کلیم اللہ غیر مومن ماحول سے محفوظ
 رہیں اور ان کی نشوونما ایمان کی گود میں ہو قدرت کے اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مذہب
 عورت کی آغوش میں ایک مسلمان بچہ کی پرورش بھی ممکن تھی کے خلاف ہے مربی کے حرکات اور
 سکناات تخلیلات طرز معاشرت کا اثر بچہ پر بڑا لازم ہے خصوصاً دودھ پلانے والی عورت کے لئے
 جناب میر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے تحیروا الرضاع کما تحیرون للککاح فان الرضاع
 یغیر الطباع (وسائل الشیعہ)

دودھ پلانے کے لئے عورتوں کے اختیار کرنے میں اسی طرح (حرم و احیاء سے) کام لوجس طرح
 شادی بیاہ کے موقع پر (حسب نسب) دیکھ کر عورت پسند کرتے ہو ۔

طبری علیہ الرحمہ نے اس محل پر لکھا ہے کانت اُسیۃ بنت مزاحم (امیۃ من بنی اسرائیل)
استکھما فرعون وہی مولا نیا النساء ومن بنات الانبیاء وکانت امًا للومنیوں
ترجمہ مصر ویتصدق علیہم (بیان)

آسیہ دختر مزاحم بنی اسرائیل کی ایک عورت تھیں ان سے فرعون نے نکاح کیا تھا اور وہ
اپنے زمانہ کی بہترین عورت تھیں ان کے اجداد میں چند انبیاء گزرے تھے وہ اہل ایمان کی ماں
تھی جاتی تھیں ان پر ترجمہ کرتی تھیں اور نیرت کرتی عیس۔

محقق طبری کا بیان ہے کلماء فرعون ان یمشھا تمثلت له شیطانہ یقاربھا۔
(مجمع البحرین)

جب فرعون ارادہ کرتا تھا کہ ان سے ازدواجی تعلقات جاری کرے تو خداوند عالم ان کے ایمان
کی لاج میں ایک شیطانہ کو متمثل کرتا تھا جس سے خواہشات نفس پورے ہوتے تھے
حضرت زلیخا زلیخا کا تعلق نسل کاظ سے حضرت سرور کائنات صلوات اللہ وسلامہ علیہ
سے تھیں ہے جو اہل ایمان میں ہونا مسلمات سے بولیکن واقعات سے اُن کا صاحب
فضل و شرف ہونا ثابت ہے کانت زلیخا من بنات الانبیاء وہ دختر انبیاء میں تھیں
اور انجام بخیر ہوا اسکے شوہر کا نام عزیز تھا جو بادشاہ مصر کا خزانچی تھا اس کا بھرائی نام قطفیر اور تورت
میں یوطفیر ہے بعض قدیم صحیفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواجہ سرا تھا اور اس نے عبث زلیخا
سے شادی کر لی تھی اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یہ نام رکھا جانچہ حضرت یوسف نے جب زلیخا
سے عقد کیا تو اس کو دو بیٹہ پایا اس سے حضرت یوسف کے جواد لاد ہوئی وہ یہ دو بیٹا (۳) امراہیم
یوشع دھی موسیٰ انھیں کے پوتے تھے (۳) رحیمہ زوجہ ایوب۔

زوجہ لوط والہ نام تھا قرآن مجید نے ان کی خیانت اور جہنم میں بہونچنے کا وعدہ کیا ہے اس کی
شرارت یہ تھی کہ جب کوئی تازہ مہمان حضرت لوط کی خدمت میں آتا تھا تو آپ کی دل آزاری کے لئے
قوم کے بدکار طبقہ کو خبر کر دیتی تھی قدرت کو یہ فعل ناپسند ہوا اور شوہر کی مخالفت نے قعدت میں گر آیا قرآن
حکیم کے اس تذکرہ سے یہ فائدہ ہوا کہ زحیت کام نہ آئی اور نبی کا شوہر ہونا کچھ بھی مفید نہ ہوا۔

زوجہ موسیٰ کلیم اللہ کی بیوی تھی حضرت شعیب نبی کی بیٹی تھیں ان کا نام صفورا یا صفراء تھا یہ دہی
خاتون ہیں جو کلیم اللہ کے ہاتھ سے دنیوں کے سیراب ہونے پر حضرت موسیٰ کے بلانے کے لئے
گئی تھیں ان کے آغاز کا تو کوئی واقعہ تاریخ میں ایسا نہیں ہے جس سے اطاعت پر رنجش ڈالی جائے۔

مگر انجام بد نظر اس کے واقعہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے اپنے بعد کار ہدایت انجام دینے کے لئے یوشع بن نون کو جانشین کیا تھا اور وہی نبی کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو ایک نبی کی ہونا چاہیے تمام عالم اسلامی اس کے زیر نگین ہوتا ہے۔ صغرا کو چند مفسدہ پرداز لوگوں نے دمی موسیٰ کے خلاف آمادہ فساد کیا کشت و خون کی نوبت آئی مجلسی علیہ الرحمہ نے حالات حضرت یوشع میں لکھا ہے۔

پس یوشع بعد از موسیٰ پیشوا و مقتدا لئے بنی اسرائیل بود و قیام با مورالیشان می نمود و صبر کرد بر مشقتها و آزار ہک از بادشاہان جور با در سید و زمان او تا سہ بادشاہان از انیاں ہلاک شدند و بعد از ان امر یوشع قوی شد و مستقل شد در امر و نہی پس دو کس از منافقان قوم موسیٰ صغرا و دختر شعیب مکہ زن موسیٰ بود و فریب دادند و با خود بد داشتند و با صبر بر اس یوشع خروج کردند و یوشع برایشان غالب شد و جماعت بسیار از انہا کشت شدند و بقیرایشان گریختند باذن خدا و صغرا و دختر شعیب اسیر شد پس یوشع بادیگفت کہ در دنیا از تو حقو کردم تا در قیامت پیغمبر خدا موسیٰ را ملاقات کنم۔

(حیات القلوب جلد دوم ص ۲۷۷) چاب نو کشور آڈیشن دوم
موسیٰ کے بعد یوشع کے ہاتھ میں کار ہدایت پہنچا اور نامساعدت زمانہ سے ان کو بڑی سختیوں کا سامنا ہوا یکے بعد دیگرے تین حکومتوں کی مخالفت کا پامردی سے مقابلہ کیا جب ہر حکام جو ہلاک ہو چکے تھے وہ حکومت الکیدہ کو قوت پہنچی اور امر و نہی کی تعلیم میں کار فرما ہوئے پھر امت موسیٰ کے دو منافق تخریب پر تیار ہوئے اور زوجہ موسیٰ کو فریب دیکر یوشع سے جنگ پر تیار کیا گیا اور سو ہزار نفوس لیکر جنگ کی طرفین کی جانبیں ضائع ہوئیں آخر میں دشمن پسپا ہوئے اور صغرا گرفتار ہو گئیں یوشع در سگاہ قدرت کے ، تعلیم یافتہ تھے انھوں نے اپنے اور زوجہ نبی کے فیصلہ کو قیامت پر اٹھا رکھا اور بلا سزا ہا کر دیا۔

دوسری حدیث میں اس عبرت را منظر کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے۔

و در حدیث معتبر از امام محمد باقر علیہ السلام منقولست کہ زن موسیٰ خروج کرد بر یوشع بن نون و

بر زرافہ سوار شدہ کہ اس جانور نیست شبیہ بشر گھاؤ و لیلنگ (حیات القلوب ص ۲۷۳)

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موسیٰ کی بی بی نے (دمی موسیٰ) حضرت یوشع پر جب خروج کیا تو وہ (خوش پسند عورت) زرافہ پر سوار تھی یہ جنگ نہایت نفرت خیز تھی لیکن یوشع کے کامیاب ہو جانے سے کم از کم حق بین نظروں میں دمی موسیٰ کی صداقت و روز روشن کی طرح آشکار ہوئی اور ایک وقتی اختلاف تھا مگر تذکرہ حق و باطل روز قیامت تک کے لئے صفحہ تاریخ پر رہ گیا اور مستقبل کے لئے حقیقت کی ایک مثال قائم ہو گئی تا فہم و تدبر۔

المہنت کے مورخین طبری اور قلیبی اور خاندان شاہ نے بھی بنی اسرائیل کے ہر کش دشمنوں سے یوشع کے جادو کا ذکر کیا ہے اور توریت میں بھی یہ جنگ نظر انداز نہیں ہوئی فرق اس قدر ہے کہ فریق مخالف کے نام پر وہ خفا میں ہیں۔

نروجر نوٹس یہ دیہی محترم نبی ہیں جن کے حدود و عمل نینوا کے دیہات تھے ان کی باکمال ذات میں وہ تمام صفات جمع تھیں جو ایک نبی میں ہونا چاہئیں۔ ان کی بی بی بھی نہایت تند خو اور بد مزاج واقع ہوئی تھی۔

ان قصائد خلو علی یونس بن متی فاضا فہم فکان یدخل ویخرج الی منزله فتؤذیہ امرأۃ تستطیل علیہ رھو مساکت فتجھوا من ذالک فقال لا تعجبوا فانی سألت اللہ تعالیٰ وقلت ما انت معاتب لی بہ فی الآخرۃ فجعلہ لی فی الدنیا فقال ان عقوبتک بنت فلان تنزوج بھا وانا صابر علی ما ترون منها۔

(اجار العلوم ص ۳ جلد دوم غزالی)

حضرت یونس کے پاس ایک قوم طرد ہوئی اور آئے اُن سب کو ہمان کر لیا اور کبھی گھر میں گئے اور کبھی بھر نکل آئے بی بی نے ان کو اذیت دینا شروع کی اور یہ طویل سلسلہ باقی رہا مگر خدا کا تہی خوش تھا مہمانوں کو اس صبر و شکیب سے تعجب ہوا یونس کے کہا کہ حیرت نہ کرو میں نے تو خود خدا سے سوال کیا تھا کہ مجھ سے حشر کے دن کوئی باز پرس نہ ہو جو کچھ ہوتا ہے وہ دنیا ہی میں جلد ہو جائے خدا نے میری استدعا کا جواب دیا کہ تمہارے امتحان کی منزل فلاں شخص کی دختر ہے اس سے شادی کرو میں نے اس سے تزدیج کی اور اب میں ان سب مشکلات پر صبر کرتا ہوں جو تم لوگ دیکھتے ہو

غالباً عورت کی بیوفائی دیکھ کر حضرت یحییٰ بن زکریا مجرور ہوئے اور جناب عیسیٰ بن مریم نے تاجاً شادی نہیں کی حتیٰ کہ حافظ حقیقی نے ان کو فرش خاک سے اٹھ کر عالم بالا میں جگہ دی اور بجائے اولاد سے نسل قائم ہو کر کار ہدایت انجام پانے کے جوار میں نے دین عیسوی کی تبلیغ کی۔

ثابت ہو کہ یہ فردی نہیں ہے کہ نبی کی بی بی اطاعت شعار بھی ہو تبلیغ دین میں اگر عورت کو کوئی دخلیت ہوتی تو اس کا نیک کردار ہونا ضروری تھا وہ شریک زندگی ہے نہ شریک تبلیغ شریک تبلیغ عموماً نبی کا بھائی ہو اگر نہ ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کے لئے دعا کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ فی اموی کلمک اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبروں کے نفاق سے انبیاء کو کیا ملا۔

دنیا تکلیف اور مصائب کا گھر ہے یہاں اہل ایمان کو ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہیں بیماری کی سختی دشمن کی خناتت فلک کی ڈالی ہوئی ہر مصیبت کے لئے نامہ عمل میں ایک اجر ہے بلکہ جسم میں ایک خار نے بھی اگر اذیت پہنچائی ہے تو وہ صدمہ بھی خالی از ثواب نہیں لہذا دار امتحان میں کبھی کبھار ہلوشین کا مخالف ہو جانا بھی ایک امتحان ہے حدیث میں مصدوم کا ارشاد ہے اغلب الاعداء علی من ترجیہ الشووم من کے لئے سب سے زیادہ اذیت رساں دشمن اس کی بدکرداری ہی ہے۔

(مسکرم الاخلاق طبرسی علیہ الرحمہ ص ۱۲)

سقراط کی بی بی حضرت یونس کی طرح غیر مصومین میں بھی بعض ایسے بلند ہمت ہیں جو جان بوجھ کر بدخلق عورت سے شادی کرتے ہیں سقراط نے جس عورت کو رفیقہ حیات بنایا تھا وہ نہایت بد مزاج اور شور و شر پسند تھی لیکن سقراط مادی درجہ کے صبر کے ساتھ اس کی تمام سختیاں برداشت کرتا رہا اور جب اس سے ایسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کا سبب دریا کیا تو اس نے کہا کہ شہسوار صرت وہی لوگ ہیں جو شریر سے شریر گھوڑے پر سواری کی مشق کرتے ہیں جب بد معاش گھوڑے کو انھوں نے قابو میں کر لیا تو سیدھے جانور کو مطیع کر لینا دشوار نہیں ہے چونکہ مجھے انسانوں میں رہنا ہے اس لئے میں اس کے ساتھ نباہ کر سکا تو مجھے دنیا میں کسی کے ساتھ نباہ کرنے میں دشواری نہوگی تاریخ روضۃ الصفا میں اس محل پر حسب ذیل الفاظ ہیں۔

چوں بہت بقائے نسل اور اترویکج تحریریں نمودند در اں باب شرائط تاکید بتقدیم رسانیدند

جواب داد کہ اگر ازیں معنی جاہرہ نیست ز نے بدست آورم کہ در صفاہت بے نظیر وہ لا ملست۔
بے شبہ باشد تا بر جفا ہائے و صبر کردہ (روضۃ الصفا جلد اول)

(ترجمہ) جب بقاء نسل کے لئے سقراط کو شادی کی طرہت رغبت دلائی اور شرائط پیش کئے تو اس نے جواب دیا کہ اگر شادی کے بغیر مایہ نہیں تو میں ایک عورت لانا چاہتا ہوں جو یقوتونی میں اپنی نظیر نہ رکھتی ہو اور سخت مزاج ہونے میں ماسکی کرئی مثال نہو تاکہ میں اس کی جفاؤں پر صبر کر دوں۔

زہد سقراط کا ذکر تو ضمنی تھا انبیاء کے حالات ہم نے اس لئے لکھے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کی سلمہ حدیث ہے کہ جو کچھ اہم سابقہ میں ہوا وہ اس امت میں بھی ہو گا خصوصاً بنی اسرائیل کا ہر نقش اس امت میں ابھرنا چاہئے تو اب باب ماضی کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج انبیاء میں حضرت حوا، حجاب، اجوہ، پیکر خیر تھیں تو زوجہ لوط و نوح و یونس وغیرہ مجسمہ مشر

لہذا جناب سرور کائنات صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ چونکہ مظهر صفات انبیاء بھی تھے اس لئے ان کی بیبیوں میں دونوں صنف کی عورتیں ہونا چاہئے اطاعت شمار بی بی کی ضرورت تو اسلئے ہے کہ وہ مرکز عصمت اور سرچشمہ امامت قرار پائے اور نافرمان عورتوں کی ضرورت اسلئے ہے کہ نوح اور سقراط کی طرح اپنے صبر و شکیبے کو ہر دکھائیں۔

بہترین بیبیاں اس میں کیا شک ہے کہ وہ ازواج جو امہات مومنین تھیں ان میں جناب خدیجہ بہترین عورت تھیں جو سلسلہ عصمت کی مرکز اور امامت و نبوت کی ودیعت گاہ ہوں ان کو زیورِ عمل سے آراستہ ہونا بھی ضروری ہے نبی اور وصی نبی امام و خلیفہ کی ماں کو بت پرست ہونا چاہئے۔
 فخر الدین رازی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تفسیر میں نقل کیا ہے۔
 لمرآل انقل من ماصلاب الطاہرین ما لئی اسر حام الطاہرات۔
 (تفسیر مفتاح الغیب جلد سوم تقطیع کلاں ص ۲۷)

(ترجمہ) میں پاکیزہ صلیبوں اور طاہرہ رحموں میں سہیلہ منتقل ہونا چاہئے، شیعوں کی کتابوں میں یہ مقصد اور زیادہ روشن الفاظ میں ملے گا۔ زیارت جناب سرور کائنات صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ میں ہے۔
 اودعتہ فی الاصلاب الطاہرة ونقلته منها الی الارحام المطہرة لطفاً منک
 له وتحدثنا منک علیہ اذ وکلت لصونه وحر استه وحفظة وحيطة من قد رتک
 عینا عاصمة حجت بہامد انس العجم و معائب السفاح حتی رفعت به نواظر
 العباد را حییت به میت البلاد بان کشفتم عن نور کلا دتہ ظلماکا متادو
 البست حر ملک به حلال الکافور۔ (زاد المعاد مجاہد قدیم مترجم ص ۵۹۳)

(حاصل معنوں) ازراہ لطف نور نبوی کو امامت رکھا پاکیزہ صلیبوں میں اور وہاں سے پلٹایا صاف ستھری رحموں کی طرف یہ ایک مہربانی تھی تیری انحضرت پر اور موکل کیا تو نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی حفاظت و حرمت اور جباروں طرف سے گھیر لینے کے لئے حفاظت کرنے والی آنکھ کو جس کے سببے زنا کی گندگی ادا نہ جائز تعلقات کے عیوب قریب نہیں آنے پائے یہاں تک کہ ان کی شرارت کے سبب سے بندوں کی نگاہوں کو انہیں جانے سے بچایا، بلند کیا اور ان کے برکات سے مردہ شہرہ کو زندہ کیا اور ان کی پیدائش کی روشنی سے تاریکی کے پردے چاک کئے اور اپنے حرم کو نور کے خلعت سے آراستہ کیا۔

یہ تمام الفاظ قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر ہیں۔

وَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْلِبُ فِي السَّاجِدِينَ بِرُءُوسِهِمْ
 اے پیغمبر آپ اس خدا پر جو غالب اور بڑا مہربان ہے بھر دسار کھٹے جب آپ (عبادت الہی میں) کھڑے
 ہوتے ہیں تو خدا آپ کو دیکھتا ہے آپ کو وہ سجدہ کرنے والوں کے صلب میں پلٹاتا رہا۔
 اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو کافری میں درج ہے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جبریل
 حضرت سرور کائنات صلعم پر نازل ہوئے اور عرض کیا یا محمد ان ربك يقرئك السلام و
 يقول اني حرصت المنار اعلی صلب انزلک رعلی بطن حملک و حجر کفلك نالصلب
 صلب ابيک عبد الله ابن عبد المطلب والبطن الذی حملک فامنة بنت وهب
 ولما حجر کفلك حجر ابي طالب وفي رواية فاطمة بنت اسد
 ۱۷ محمد پر درگاہ آپ کا آپ کو سلام کتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے آتش جہنم کو حرام کیا ہے اس
 پشت پر جس پر آپ کا نور نازل ہوا اور اس شکم پر جس نے آپ کو اٹھایا اور اس آغوش پر جس نے آپ کی
 پرورش کی تو اب مراد صلب سے آنحضرت کے پدر بزرگوار عبد اللہ کا صلب ہے اور جس بطن نے آپ کا
 بار اٹھایا وہ جناب آمنہ بنت وہب ہیں اور وہ کو جس میں تربیت ہوئی حضرت ابو طالب اور
 فاطمہ بنت اسد ہیں۔

شوہروں کی اطاعت نہ کرنے والی عورتوں کا مال پیغمبر خدا کی زبانی

رسول پر جو احکام امت کے انذار اور تبشیر کے لئے نازل ہوئے اس میں عمومی حیثیت سے
 آپ کے خاندان کو بھی دخل ہے لہذا تمام وہ روایات جو عورتوں کی نافرمانی اور ان کے عقاب پر
 مشتمل ہیں ان سب میں از دلچ کو بھی دیگر عورتوں کے ساتھ رشد و ہدایت کا حق دیا گیا ہے حدیث
 شب معراج میں جناب سرور اکرم صلوات اللہ وسلامہ علیہ جناب امیر المومنین کو مخاطب کر کے
 فرماتے ہیں خلاصہ مضمون یہ ہے۔

یا علی مجس رات مجھ کو آسمان پر لے گئے تو میں نے اپنی امت کی چند عورتوں کو دیکھا بڑے ہی
 سخت عذاب میں اور میں انھیں کے عذاب دردناک سے روبرو ہوں ایک عورت تو وہ تھی
 جس کو اسکے سر کے بالوں سے لٹکا دیا تھا اور اس کے سر کا مغز کھول رہا تھا اور ایک عورت اس طرح
 دکھی کہ اس کو زبان باندھ کر معلق کیا تھا اور ایک عورت کو دیکھا کہ وہ سینہ کے بھل لٹک رہی ہے
 اور ایک دونوں پر باندھ کر لٹکا دی گئی تھی اور ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو اسکے جسم کا گوشت کھلا یا جا رہا ہے

اور آگ اس کے نیچے شعلہ در ہے انہو

حضرت خاتونِ جان فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی تشریف رکھتی تھیں قلبِ مبارک پر اثر پڑا اور پیغمبر خدا سے بوجھاکہ اے میرے پدر بزرگوار مجھے خبر دیجئے کہ ان عورتوں کے کیا اعمال تھے؟ رسول نے فرمایا کہ اے دختر گرامی وہ عورت جو اپنے بالوں سے معلق تھی وہ اپنے بال نا محرموں سے نہ چھپاتی تھی اور جو زبان سے معلق تھی وہ اپنے شوہر کو اذیت دیتی تھی اور جو اپنے سینہ کی مدد سے نصب تھی وہ شوہر کو اپنے قریب آنے نہ دیتی تھی اور مانع ہوتی تھی اور جس کے پاؤں بندھ ہوئے تھے وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور جو اپنے جسم کا گوشت کھا رہی تھی وہ اپنے شوہر کے (سوا) نا محرموں کے لئے سنگسار کرتی تھی آخر حدیث میں فرمایا دایں سوہر اس عورت پر جو اپنے شوہر کو غضبناک کرے اور خوشا حال اس عورت کا جو اپنے شوہر کو راضی رکھے۔

(حیات القلوب مجلسی علیہ الرحمہ ج ۲ ص ۵۲۲ مطبع نوکشترا کا غذائی)

یہ واقعات اس قدر مشہور ہیں کہ انکو تحفۃ العوام کے مؤلف تک نے نظم کر کے نشر و اشاعت کا اجر و ثواب حاصل کیا ہم نے اصل اخذ سے اس کا ترجمہ اسلئے پیش کیا ہے کہ جو مسلمان زوجیت کو ایک شرت سمجھتے ہیں ان کے سامنے پیغمبر خدا صلعم کی یہ آواز بھی آجائے کہ ایک مستی کی بی بی اگر طاعت نہ کرے تو یہ عظیم عقاب ہے از مطبع نبی کو اور زیادہ اطاعت کا حکم ہے فافہم و تدبر۔

اطاعت اور نافرمانی کا ایک اور منظر

زوجہ کو شوہر کی اطاعت کرنا چاہئے اور اگر وہ شوہر عصمت پوش ہو تو اس کا اقتدار اور عظمت اور بڑھ چاہئے رسول کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک عورت نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت بی بی پر میاں کا کیا حق ہے پیغمبر خدا نے بی بی کے تمام زانیوں کو بیان کرنے ہوئے فرمایا کہ عورت بغیر اپنے میاں کی اجازت کے باہر نہ جائے مگر بلا اجازت گھر کے باہر جائے گی تو آسمان کے فرشتے اور رحمت و غضب کے ملائکہ اس پر لعنت کریں گے۔ (مکارم الاخلاق طبرسی)

اگرچہ یہ ہدایت پیغمبر خدا نے اپنی امت میں معاشرتی زندگی کے حدود قائم کرنے کے لئے فرمائی ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ گویا اور فوج اور موسیٰ نیز اذن شوہر جو گھر میں سے نکل کر ان معصوم مہتیبوں کی تذلیل کی درپے تھیں وہ بھی رحمتِ خدا سے دور ہوئیں اور جب عام مستی کی بی بی کو

گھر سے نکلنے کا حکم نہیں ہے تو کسی مرسل کی رفیقہ چات کو بدرجہ اولیٰ شوہر کے گھر سے خروج کا حق نہیں
ورنہ جس منزل پر عام عورت آسکتی ہے اس مکروہ محل پر زوجہ بنی بھی پہنچ سکتی ہے۔
(۲) جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم
دے سکتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(۳) یہ بھی وارد ہوا ہے جہاد المرع حسن القیصل عورت کا جہاد شوہر کو راضی رکھنا
ہے یعنی وہ اجر و ثواب جو ایک مجاہد کو میدان حرب میں لڑ بھڑ کر حاصل ہوتا ہے وہ عورت
گھر بیٹھے اطاعت شوہر میں پاتی ہے۔

غیر مطیع عورتوں کے ساتھ رسول خدا کے عقد کا راز

گذشتہ بیانات پڑھنے کے بعد غالباً اب یہ سوال باقی نہیں رہتا کہ مرسل نے بآں علم و کمال ایسی عورتوں
سے عقد کیوں فرمایا جن کی اطاعت کی امید نہ تھی۔

(۱) حضرت نوح لوطا یوس موسیٰ انبیاء کرام کی نظیریں سامنے تھیں سقراط کا مقولہ دنیا میں شہرت
حاصل کر چکا تھا سب کو جانے دیکھے شیخ سعدی جو نامام تھے نہ پیغمبران کی بی بی عمر بھران کو دس دنیا
کا خرید کر دہ غلام سمجھتی رہیں۔ (حیات سعدی ص ۱۲۵)

اور اسلام کے اس مشہور مصلح اور ناصح کو جن مشکلات کا سامنا ہوا اسکو انھیں کا دل جانتا ہے لہذا
رسول اللہ کے اقدام کا بھی وہی راز تھا جو سقراط وغیرہ کا تھا۔

(۲) عرب کے بیشتر قبائل آپ کے دشمن تھے کفار قریش کا ارادہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح آپ کو قتل کر دیا
جائے اور خون میں تمام عرب کے قبیلے شریک ہوں اس ظالمانہ اسکیم سے بچنے کی ایک صورت تھی کہ وہ
عرب کے مشہور قبیلوں میں نکاح کریں اور اپنا حلقہ وسیع کر کے ہمہ گیر مخالفت کو مسدود کر دیں اور یہ سیاست
اسلام کے فردغ میں مدد پہنچائے۔

(۳) دنیا امتحان گاہ ہے اور بیاں قدم قدم پر انسان کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے پیغمبر اکرم کا یہ بہت
بڑا امتحان تھا کہ وہ بدخو عورتوں کے ساتھ بسر کریں حدیث میں ہے بنی دلامن الا دله قرابۃ
یوذیہ لوجار یوذیہ کوئی بنی اور سوسن ایسا نہیں مگر یہ کہ اس کا قریبی رشتہ دار اس کو اذیت دیتا ہے
باہمسا یہ تکلیف پہنچاتا ہے اذیت رساں اگر پہلوتشین ہو تو دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

(۴) عموئاسن رسیدہ لوگ نو عمر عورتوں سے شادی کر کے اپنی پہلی بی بی کی اولاد سے غافل ہو جاتے ہیں

اور ساری قوجان کی نبی بی بی کی رستی ہے خدا کو یہ دکھانا تھا کہ رسول اس عقد کے بعد اپنی اکلوتی بیٹی فاطمہ کی دہری عورت کرتے ہیں جس کی وہ حقدار ہیں۔

(۵) ارشاد ساری شرح صحیح بخاری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر غلیظہ دہم نے اپنی بیٹی حفصہ کا پیانہ ڈو دیا تھا پیغمبر خدا کے لئے انکار کرنا ان کی مخالفت کا سبب ہوتا اور تنگ نظر مسلمان جو رسالت میں ہمیشہ شک کیا کرتے تھے آپ کی ذات کے بارے میں کوئی مزید شک کرتے بنی اسرائیل کی یہ بے ادبی اور جہالت تاریخ میں موجود ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کو العیاذ باللہ آلات تولید سے محروم سمجھتے تھے اور جناب یحییٰ کا شادی نہ کرنا ان کے غلط خیال کی بنا پر معاذ اللہ ان کے ناقابل ہونے کی وجہ تھی۔

(دیکھو تاریخ عرس المجالس ص ۳۵۵ جاپ مصر ۳۲۴ھ جناب عیسیٰ پر یہ الزام کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے اسلئے تاہلی زندگی کی ان میں صلاحیت ہی نہیں خدا محفوظ رکھے ان تخلیقات سے۔

(۶) رواداری کا قائم رکھنا ضروری چیز تھی تاکہ بعض انتہا پسند یہ نہ سمجھیں کہ منافق کے ساتھ شادی بیاہ نہیں ہو سکتا اتحاد اسلامی کو باقی رکھنا اور باطنی حالات کو نظر انداز کر کے ظاہر پر عمل عقلا کا شیوہ ہے اس سے شیرازہ اسلام بکھرنے نہیں پایا۔

(۷) زمانہ جاہلیت میں زنا کا عام رواج تھا رسول نے نبض قرآن ہر عورت سے بیعت کے وقت یہ شرط کی تھی کہ زنا نہ کرنا چوری نہ کرنا اولاد قتل نہ کرنا اس آزادی کے دور میں بعض عورتوں سے اس کا اندیشہ تھا کہ وہ اپنی اگلی حالت پر نہ آجائیں اور مبادا وہ آزادی جو ان کی عنف بر باد کر دے اور فیصلہ ختم ہو جائے اس لئے اپنے عقد کر کے اپنے غیر معمولی طاقت سے ان کے جذبات کو اپنی نگرانی میں رکھا اور اسلام کو بدنامی کے داغ سے بچایا۔ آزاد منش عورتوں کے چال چلن کا تحفظ کسی امتی کے ساتھ رشتہ میں پورا ہونا پیغمبر طاقت و قوت میں امت سے ممتاز ہوتا ہے اس لئے نکاح کا حق خصوصی اس کو حاصل تھا۔

(۸) جس طرح نوح کی مخالفت نے انبیت کے رشتہ کو تار تار کر دیا اسی طرح زہرہ کی مخالفت بھی اس کے اعزاز ذاتی کو خاک میں ملا دے گی اور زوجیت سے فائدہ اٹھایا نہیں جاسکتا پس ہوا زہرہ اپنے اعمال سے خدا کو راضی کرے۔

(۹) زوجیت کا منصب اس لئے بھی قابل محاط نہیں ہے کہ یہ رشتہ وہ نہیں ہے جو بقا اور دوام کا ضامن ہو اور جس کا ساتھ ہو گیا وہ قیامت تک کے لئے بی بی ہے طلاق کا قانون اس رشتہ کو کاٹ دیتا ہے لہذا دائرہ ازدواج کی وسعت کوئی حاصل نہیں ہے دیکھنا یہ ہے کہ بی بی وہ قابل احترام ہے

ہندوستان کا واحد فنی و طبی ادارہ

۳۳ سال سے نہایت عوم و استقلال سے ملک قوم اور فن طب کی پیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے ہندوستان، ایران، افریقہ اور بیرونجات کے اکثر ممالک جس سے فالمرہ اٹھا چکے ہیں۔ ملک کی اعلیٰ ترین ہستیوں سے لیکر غریب اور فقرا تک جس سے مستغنی ہو چکے ہیں، باوجود تنہا دی اور تجارتی مشکلات کے مثل سابق اپنے مشن پر استعداد و رخصیات میں مصروف ہے۔ بیرونجات کے مرضی کو مشکل پیچیدہ کہنے امراض میں مفت مشورہ دیا جاتا ہے

اعلیٰ و خالص ہندی مفرد و مرکبہ ویات سر سے بانک کے لئے تمام مرض کی نئی بنائی ملتی ہیں قیمت مفت طلبہ

شربت الصالحین رضوی

یہ وہ شراب ہے زائد جسے حرم میں پئیں

جس کا نسخہ سلطنت عباسیہ کے شہنشاہ اعظم خلیفہ ہارون الرشید کی فرمائش پر وزارت علوم ربانی طبیب روحانی خانوادہ رسالت حضرت امام رضائے ترتیب یا یہ دو اشاد مذکور کے استعمال میں آخر عمر تک رہی

ادرجب وصیت اس کا نسخہ ادراق ذہب پر لکھ کر خانہ شاہی میں محفوظ کیا گیا

عصائے پیر ہے، مرغ جواں ہے، حرز طفلان ہے،

جگر و معد کا کہ

افعال کو درست کر کے خون صاکی پیدا کرتی ہے، سورہ القیہ، نفخ کبدی، جلند ہر (ہر قسم کے استسقاء)

کو دور کرتی ہے۔ اعصاب کو قوی کرتی ہے، امراض بارہ عوق النساء، نفوس، دھج مفاصل، گھٹیا، فالج،

لقوہ، مترخا کو کھوتی ہے، اسکی مداومت امراض بالا سے محفوظ رکھتی ہے۔ ادویہ منی، متاثرہ کردہ کو قوی

کر کے قوت خاص میں پیش بہا اضافہ کرتی ہے۔ قلب و دماغ کو تقویت بخشتی ہے، اور شراب ناب کے

برے اثرات کو دور کرنے میں اگر صفت ہے، بوڑھوں کو لطف جوانی، اور جوانوں کو لطف زندگانی

بخشتی ہے۔ بچوں کے لئے بے نظیر گھنی ہے، عورتوں کے کتب پوشیدہ امراض اور بے قاعدگیوں کو

دور کرتی ہے۔ جوان، بوڑھوں، بچہ، عورت، مرد سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

قیمت فی بوتل
مینجروا خانہ معدن الادویہ، وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ



الواعظ

مسدود واقعہ کے تابعدا

حدیث کسا و مستند ملا و محمولہ اک

حدیث و اکبری رگنہ ۳۰ سال کے عرصہ میں

ملالت آغا سداو کبیر مصفا نعتیہ

: اشیاء کا کثرت و کمیت

ریاست ماجیہ کے ایک دروہ کا سن

بسم الله الرحمن الرحيم

دین سید

محافل کے مجموعہ کا عنوان

سید سون جی سنگھ:

عبارت بالا بر حالات عقد قائم دو جلد هر

فہرست کتب باخطویر

نوٹ

سوانح عمری، جلد ۱، منظر، نرسونج عمری

نیز به تفتیش و تحقیق و در این

۱- بهیر با سینه استخوان مرغان بزرگ است

حضرت عباسؓ، تاریخ

علی صغیر حتمی دین سرایہ مراہم

ہو نے پر انشاء اللہ دوبار اشاعت ہوگی

شروع وینیات کا کورس

انہما احکمہ مدی قاسم صاحب قیل

سورة بقره

الابادی علاوہ حصول ذال

منہ الامان الکھن

جواباً

ارشاہ

نمبر ۱۶۷۷
عالمگیری فیروز آباد نواب غلام حسن خان صاحب
۶

حیدرآباد دکن

Hyderabad
Dec 20

Dec an

ارشد شاه مراد افغانی: ستر و پانتر لایا اعلیٰ حضرت میں چھپو کر رہ گیا

